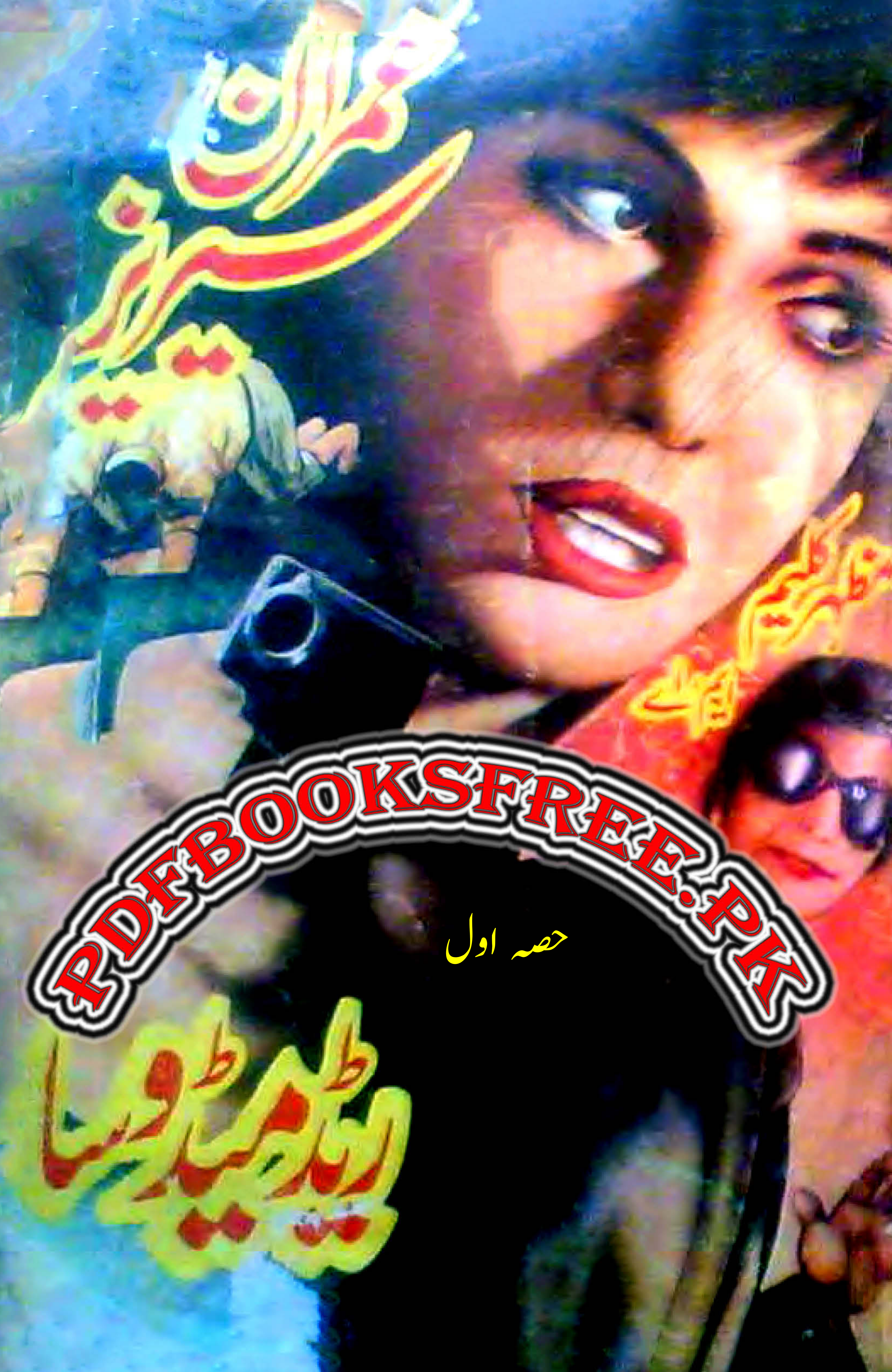
عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
PDFBOOKSFREE.PK
حصہ اول
ریڈ میڈونا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چند باتیں

محترم قارئین! جاسوسی ادب میں یوں تو بے شمار کہانیاں آپ کی نظروں سے گزری ہوں گی۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ آپ یہ دعوٰی بھی کر دیں کہ اب کوئی منفرد اور چونکا دینے والی کہانی نہیں لکھی جا سکتی۔ لیکن ریڈ میڈوسا ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی سیر کرائے گی۔ یہ کہانی ایک ایسی خوف ناک تنظیم کی کہانی ہے جس کا انداز قطعی منفرد ہے۔ یہ تنظیم رحم، مروت۔ اور نرمی جیسے لفظوں سے واقف ہی نہیں ہے۔ یہ اپنے دشمنوں پر قہر خداوندی بن کر ٹوٹ پڑتی ہے۔ اور اس بار جب اس تنظیم نے پاکیشیا کا رخ کیا تو عمران اور سلیمان خون آشام قاتل زرد مکھیوں کی زد میں آ گئے یہ دنیا کی سب سے خوف ناک گوشت خور مکھیاں ہیں جو چند لمحوں میں انسانی گوشت چٹ کر جاتی ہیں اور ان کے شکار کو انسان سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بننے میں صرف چند لمحے لگتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ غیر انسانی تشدد اس تنظیم کا خاصہ ہے۔ اور بدقسمتی سے جولیا کو اس غیر انسانی تشدد کے جہنم سے گزرنا پڑا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس کے خوب صورت گال مسخ ہو گئے۔ ایک پیر کا تمام گوشت تیزاب سے جلا دیا گیا۔ اور وہ خوب صورتی کی بجائے بدصورتی کا اشتہار بن کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

...ہو گئی۔ ایکسٹو جسے تمام دنیا ناقابلِ شکست سمجھتی ہے۔ اس تنظیم کے ہاتھوں پشت میں گولی کھا کر زندگی کی سرحدوں سے موت کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اور دانش منزل جسے عمران نے ناقابلِ تسخیر سمجھ لیا تھا ریڈ میڈوسا کے مقابلے میں مٹی کا گھروندہ ثابت ہوئی۔ اور عمران ہزاروں خوف ناک مجرموں کی گردنیں توڑ دینے والا عمران۔ جب ریڈ میڈوسا کے مقابل آیا۔ تو پھر۔ ہو سکتا ہے اس مقابلے کا انجام آپ کی توقع کے برعکس ہو۔ ریڈ میڈوسا اور عمران خون آشام درندوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ اور یہ جنگ ایسی جان لیوا اور اعصاب شکن ثابت ہوئی۔ کہ کتاب کے بے جان صفحات بھی خوف سے لرز لرز اٹھے۔
اس کتاب کو ضرور پڑھیے لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ آپ پڑھتے پڑھتے خوف زدہ نہیں ہو جائیں گے۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

ضروری اطلاع

اس جلد میں دونوں حصے شائع کیے جا رہے ہیں
ریڈ میڈوسا، اول — ریڈ میڈوسا، دوم

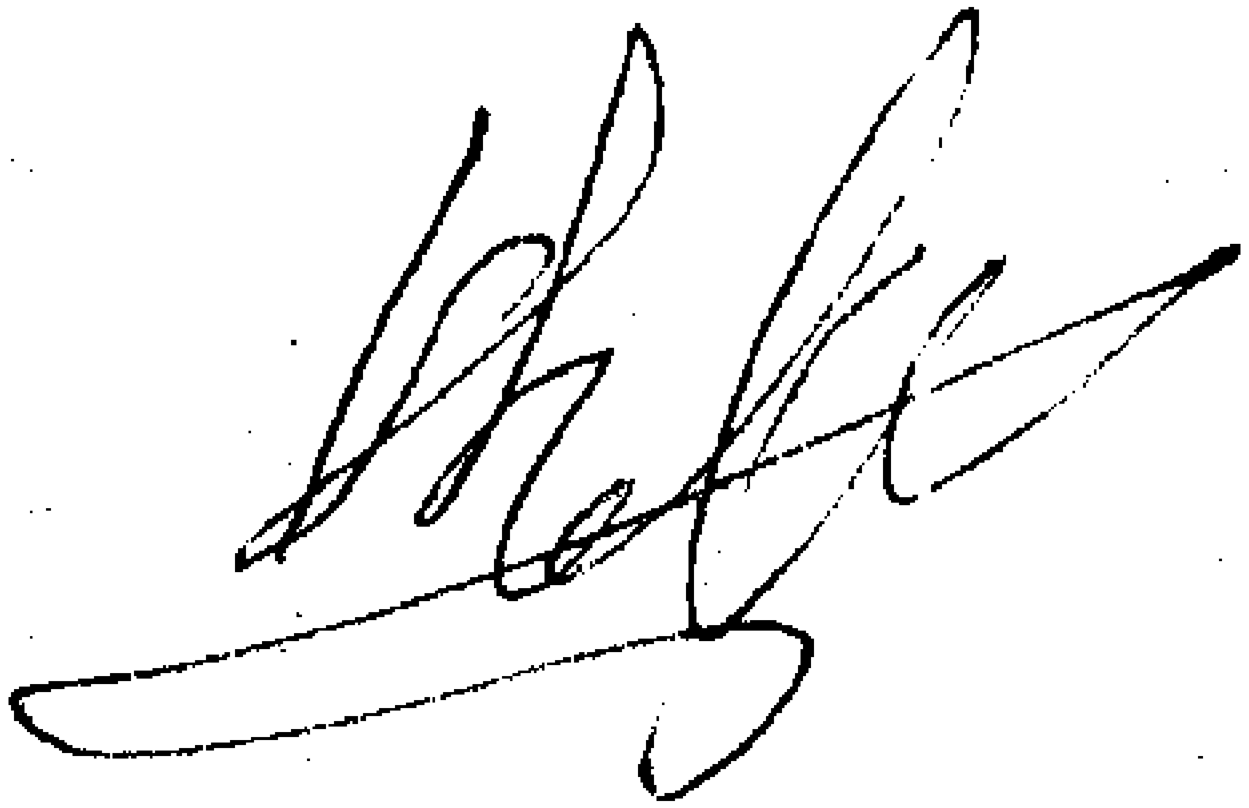

انتہائی خوب صورت انداز میں سجی ہوئی خواب گاہ کے آرام دہ بستر پر ایک نوجوان اور انتہائی خوب صورت لڑکی نائٹی پہنے گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ ریشمی کمبل سے باہر صرف اس کا یونانی نقوش کا حامل چہرہ تھا لیکن ریشمی کمبل اس کے جسم پر کچھ اس طرح لپٹا ہوا تھا کہ جسم کے نشیب و فراز کمبل کے باوجود نمایاں تھے۔
بیڈ سے ملحقہ چھوٹی میز پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ اور کمرے میں ہلکے نیلے رنگ کی مدھم لائٹ جل رہی تھی۔ اور کمرہ رومان پرور فضا میں ڈوبا ہوا سا محسوس ہو رہا تھا۔ دوسرے لمحے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ گو دستک کی آواز بے حد مدھم تھی لیکن گہری نیند میں ڈوبی ہوئی لڑکی اس مدھم آواز کی بنا پر کسمائی اور پھر جب دوسری بار اسی طرح مدھم سی دستک دی گئی تو اس نے یک لخت آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس نے کروٹ بدل کر تپائی پر موجود ٹیبل لیمپ کا بٹن دبا دیا اور کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ لڑکی نے بیڈ کے کنارے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر جب اس کا ہاتھ کنارے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک موجود تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کون ہے" ——— لڑکی نے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں مائیک کو منہ کے قریب رکھتے ہوئے پوچھا۔

"شازلین ہوں مادام" ——— مائیک میں سے ایک نسوانی آواز اُبھری۔

"اوہ تو کیا صبح ہو گئی ہے" ——— مادام نے آنکھیں پھاڑ کر کمرے کی دیوار پر لگے ہوئے جدید ترین کلاک پر نظریں ڈالتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"یس مادام سات بج گئے ہیں" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مادام نے مائیک ہاتھ سے چھوڑ دیا جو سمٹ کر واپس بیڈ کے کنارے میں غائب ہو گیا۔ مادام نے کمبل ایک طرف ہٹایا اور پھر بیڈ سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔ ایک لمحے کیلئے اس نے گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر مطمئن ہو کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے کی سائیڈ میں لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبا کر واپس مڑی اور اس سے منسلک ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔ کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھلا اور پھر ہاتھ میں ایک پلاسٹک کی بالٹی اور الیکٹرک کلینر پکڑے ایک نوجوان عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے بالٹی ایک طرف رکھی اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے کلینر کو قالین پر رکھ کر اس کا سوئچ پلگ میں لگا دیا دوسرے لمحے الیکٹرک کلینر سے اس نے کمرے میں بچھے ہوئے قیمتی قالین کی صفائی کرنی شروع کر دی۔ قالین پر موجود مٹی اور کاغذات کے ٹکڑے اور اسی قسم کا فالتو سامان کلینر کی ٹوکری میں اکٹھا ہو گیا جو اس نے بالٹی میں ڈال دیا۔ اور پھر کاندھے پر رکھے ہوئے ڈسٹر سے اس نے انتہائی پھرتی سے کمرے کے سامان کو جھاڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے کمرے کو چمکا دیا۔ بستر درست کر کے اس نے بالٹی اور کلینر اٹھایا اور پھر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

اس کے باہر جانے کے چند لمحوں بعد مادام ٹوائلٹ سے باہر نکلی اس نے

غسل کر کے نہ صرف لباس بدل لیا تھا بلکہ اس کے بال بھی خوب صورت انداز میں سیٹ ہو چکے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی بستر کے ساتھ رکھی ہوئی آرام کرسی پر آ کر بیٹھ گئی ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر اس نے ناشتہ بھیجنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر ایک بار پھر مخصوص انداز میں دستک ہوئی۔

"کم ان" ——— مادام نے کہا دوسرے لمحے دروازہ کھلا ایک باوردی ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے مادام کے سامنے پڑی ہوئی میز پر ناشتے کا سامان سجا دیا۔ اخبار تہہ کر کے ایک طرف رکھا اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

مادام نے ناشتہ شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اخبار کی سرخیوں پر بھی نظر دوڑا رہی تھی۔ ابھی اس نے ناشتہ مکمل نہ کیا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی ترنم آواز میں بج اٹھی۔ مادام نے چونک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس فیونا سپیکنگ" ——— مادام نے مترنم لہجے میں کہا۔

"کرنل زیڈ سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور مادام فیونا یکدم چونک پڑی۔

"یس باس" ——— مادام فیونا کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"ناشتہ کر لیا ہے تم نے" ——— کرنل زیڈ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"یس باس کر رہی ہوں" ——— مادام فیونا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ناشتہ کر کے مجھ سے ملو" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سے رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام فیونا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے وہ کرنل زیڈ کا انداز بخوبی جانتی تھی۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے اور پچھلے ایک ماہ کی فرصت اب ختم ہونے والی ہے۔ اُس نے جلدی جلدی ناشتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ختم کیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے الماری کی طرف بڑھی الماری کا ایک خفیہ خانہ کھول کر اس نے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر بلاوز میں رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک خوب صورت سا پورچ تھا۔ جس میں سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی خوب صورت سپورٹس کار موجود تھی۔ مادام فیونا نے کار کا دروازہ کھولا اور سٹیئرنگ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے کار تیزی سے چکر کاٹ کر مڑی اور پھاٹک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ جیسے ہی کار پھاٹک کے قریب پہنچی۔ پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور مادام فیونا کار لئے باہر مین روڈ پر آگئی۔ مین روڈ پر ٹریفک کا ایک سیلاب بہہ رہا تھا۔ صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام کاج پر جا رہے تھے۔ اس لئے ٹریفک بے پناہ تھا۔ مادام بڑی مہارت سے کار دوڑاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بہت بڑے کمرشل پلازا کی باؤنڈری میں مڑ گئی۔ یہ پلازا بیس منزلہ تھا اور یہاں بے شمار کاروباری دفاتر تھے۔ اس نے پلازا کے وسیع پارکنگ میں کار پارک کی اور پھر نیچے اتر کر مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مین گیٹ کے ساتھ چار لفٹیں کام کر رہی تھیں۔ اور بے شمار لوگ آ جا رہے تھے۔ مادام فیونا بھی ایک لفٹ کے سامنے لگی ہوئی طویل قطار میں شامل ہو گئی۔ قطار آہستہ آہستہ سکڑتی چلی گئی اور پھر دس منٹ بعد اسے لفٹ میں جگہ مل گئی۔ لفٹ بوائے نے مطلوبہ تعداد پوری ہوتے ہی دروازہ بند کیا اور لفٹ اوپر چڑھانے کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ ہر منزل پر رکتی۔ اور پھر لفٹ بوائے دروازہ کھول دیتا اور اس منزل پر جانے

والے لوگ باہر نکل جاتے۔ اٹھارویں منزل پر جیسے ہی لفٹ رکی مادام فیونا باہر آگئی۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی۔ وہ طویل برآمدے کے آخری حصہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جس پر "راجا انٹرپرائزز" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ مادام فیونا نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا جس میں مختلف میزوں پر مختلف لوگ کام کرنے میں مصروف تھے۔ ہال کے آخری شمالی کونے میں اندھے شیشے کا ایک کیبن سا بنا ہوا تھا جس کے باہر مینجنگ ڈائریکٹر کی تختی لگی ہوئی تھی دروازے کے باہر ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ہیلو ٹالیڈ" ـــــــ مادام فیونا نے اس کے قریب رک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مادام ـــــــ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ـــــــ ٹالیڈ نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ـــــــ مادام نے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

کیبن ایک جدید ترین دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک قوی الجثہ بڑی بڑی سفید مونچھوں والا ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عقاب جیسی چمک تھی۔

"آؤ فیونا بیٹھو" ـــــــ اس نے مادام کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مادام فیونا اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرام کرسی میں دھنس گئی۔

ادھیڑ عمر شخص نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

" مس ٹالینڈ ـــــ تا اطلاع ثانی تمام ملاقاتیں منسوخ سمجھی جاویں "۔

اور پھر بٹن آف کر کے اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف بن گیا اب اندر ہونے والی گفتگو کسی صورت میں بھی باہر سے نہ سنی جا سکتی تھی۔

یہ دفتر اور کاروباری ادارہ دراصل ایک آڑ تھی۔ عام حالات میں کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ " راجر انٹرپرائزز" جو کہ ماچسوں کی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا تھا۔ جیوش لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ سروس کا دفتر تھا۔ ادھیڑ عمر شخص جیوش ٹاپ سیکرٹ سروس کا سربراہ کرنل زیڈ تھا۔ جیوش لینڈ میں سیکرٹ سروس کا دوہرا انتظام تھا۔ ایک تو سیکرٹ سروس تھی۔ جس کا تمام عملہ اور دفاتر علیحدہ تھے۔ یہ ادارہ ملک میں آنے والے بین الاقوامی مجرموں اور دوسرے ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹوں سے نپٹتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور خفیہ ادارہ بنایا گیا تھا۔ جسے سرکاری طور پر ٹاپ سیکرٹ سروس یا ٹی۔ ایس۔ ایس کے کوڈ نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا سربراہ کرنل زیڈ تھا۔ یہ ادارہ اہم ترین معاملات میں ہاتھ ڈالتا تھا۔ اور صرف صدر مملکت کو جواب دہ تھا۔ س کے تحت مختلف چھوٹی چھوٹی تنظیمیں بنی ہوئی تھیں۔ جن کے علیحدہ علیحدہ م تھے۔ یہ تنظیمیں عام طور پر غیر ممالک میں اہم ترین مسئلوں پر کام تی تھیں۔ جس کے ممبر صرف وہ لوگ بنائے جاتے تھے۔ جن کی لاکی۔ عیاری۔ ذہانت اور پھرتی مسلم ہوتی تھی۔ انہیں بے شمار

کڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد ٹی۔ ایس۔ ایس کا ممبر بنایا جاتا تھا۔ اس لئے ٹی۔ ایس۔ ایس کا ہر ممبر ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اور تھا بھی ایسا ہی۔ آج تک کوئی ایسا مشن نہ تھا جس میں ٹی۔ ایس۔ ایس کو ناکامی ہوئی ہو۔ ٹی۔ ایس۔ ایس کی ایک اہم ترین ذیلی تنظیم کا نام ریڈ میڈوسا تھا۔ اور مادام فیونا ریڈ میڈوسا کی سربراہ تھی۔ اور مشن کے دوران مادام ریڈ میڈوسا کہلاتی تھی۔ مادام فیونا ٹی۔ ایس۔ ایس کی سب سے قابل اعتماد ایجنٹ سمجھی جاتی تھی۔ ریڈ میڈوسا میں پانچ مرد اور پانچ عورتیں کام کرتی تھیں۔ ان کے متعلق کرنل زیڈ کو بھی علم نہ تھا۔ صرف مادام فیونا ہی ان کے متعلق جانتی تھی۔ کرنل زیڈ اہم ترین مشن کے لئے ہی ریڈ میڈوسا کو حرکت میں لاتا تھا۔ اس لئے آج جیسے ہی کرنل زیڈ کا پیغام ملا مادام فیونا سمجھ گئی کہ کوئی اہم ترین مشن اسے سونپا جانے والا ہے۔

" مادام فیونا ــــ ایک دلچسپ مشن میں نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے "ــــ کرنل زیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے لئے ہر مشن دلچسپ ہوتا ہے کرنل ــــ بہرحال فرمایئے "۔

مادام فیونا نے جواب میں دھیرے سے ہنستے ہوئے کہا۔

" یہ فائل دیکھو "ــــ کرنل زیڈ نے میز کی دراز سے ایک فائل نکال کر مادام فیونا کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا اور مادام فیونا نے فائل اٹھا کر کھولی۔ فائل میں بیس کے قریب صفحات تھے۔ وہ ان کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے فائل بند کرتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کرنل یہ تو ایک عام سا مشن ہے میرے خیال میں ریڈ میڈ وسا کے علاوہ کوئی بھی ٹی۔ ایس۔ ایس کی تنظیم اسے نپٹا سکتی ہے"۔ ——— مادام فیونا کے چہرے پر ناامیدی کے اثرات نمایاں تھے۔ جیسے اُسے مشن کی اہمیت کے بارے میں خاصی مایوسی ہوئی ہو۔

"یہ تم نے کیسے اندازہ لگا لیا"۔ ——— کرنل زیڈ نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل پاکیشیا کی اُس لیبارٹری کو ہی اڑانا ہے جہاں وہ ایٹم بم کی تیاری میں مصروف ہیں۔ فائل میں لیبارٹری کی نشاندہی محل وقوع اور ممکنہ حفاظتی انتظامات کی تفصیلات دی ہوئی ہیں۔ پاکیشیا ایک پس ماندہ سا ملک ہے۔ ٹی۔ ایس۔ ایس کی کوئی بھی تنظیم بڑی آسانی سے وہاں جا کر اس مشن میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ ریڈ میڈ وسا کو تو کوئی ایسا کام دیجئے جو باقی سب کے لئے ناممکن ہو"۔ ——— مادام فیونا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مادام فیونا ——— تم مجھے احمق سمجھتی ہو۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ یہ عام سا مشن ہے۔ ایسی بات نہیں مادام ——— یہ ایک ایسا مشن ہے جس کی کامیابی کے امکان ریڈ میڈ وسا کے لئے بھی ففٹی ففٹی ہیں۔ تمہیں پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس دنیا کی خوفناک ترین سیکرٹ سروس سمجھی جاتی ہے۔ ایک ایسی سیکرٹ سروس جس کے متعلق پوری دنیا میں مشہور ہے کہ وہ لوگ کوئی انسان نہیں بلکہ مافوق الفطرت معلوم ہوتے ہیں۔ آج تک بڑی سے بڑی مجرم تنظیم وہاں سے کامیاب ہو کر نہیں لوٹی۔ کوئی

سیکرٹ ایجنٹ یا سیکرٹ سروس ایسی نہیں جو وہاں سے اپنے مشن میں کامیاب لوٹی ہو۔ خاص طور پر ایک شخص وہاں ایسا ہے۔ جو دنیا کا خطرناک ترین آدمی سمجھا جاتا ہے اس کا نام علی عمران ہے۔ بظاہر ایک سیدھا سادھا۔ عام سا بے ضرر۔ اور احمق سا نوجوان ہے۔ لیکن دراصل وہ انتہائی چالاک۔ عیار اور ذہین شخص ہے۔ بڑے بڑے مجرموں کی گردنیں اس کے ہاتھوں سے ٹوٹ چکی ہیں سینکڑوں ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ اس کے ہاتھوں زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آج کل اس لیبارٹری کی نگرانی براہ راست سیکرٹ سروس کے کنٹرول میں ہے۔ اس لئے مادام یہ مشن ریڈ میڈ وسا کا ہی مشن ہے۔ اور اس مشن کے دوران ریڈ میڈ وسا کو اپنی اصل صلاحیتوں کے آزمانے کا موقع ملے گا"۔ ——— کرنل زیڈ نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

مادام فیونا حیرت بھرے انداز میں بیٹھی یہ سب کچھ سُن رہی تھی۔ حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ وہ کرنل زیڈ کے مزاج کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اُسے بخوبی معلوم تھا کہ کرنل زیڈ جیسا آدمی کسی کی تعریف کرنے کا قائل ہی نہیں اور اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس احمق نوجوان کی اس حد تک تعریف کر رہا ہے۔ تو پھر یقیناً یہ سیکرٹ سروس کوئی انتہائی خوفناک قسم کی چیز ہو گی۔

"کیا یہ علی عمران سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے"۔ ——— مادام فیونا نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہی تو اس کا دل چسپ پہلو ہے۔ سیکرٹ سروس کا سربراہ کبھی سامنے نہیں آیا۔ وہ ہمیشہ پردے کے پیچھے رہتا ہے۔ اس کا نام ایکس ٹو ہے۔ دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز نے اس کے چہرے سے پردہ اٹھانے کی کوششیں کر ڈالی ہیں۔ لیکن بے سود۔ آج تک کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ دراصل ایکسٹو کون ہے۔ اور علی عمران براہِ راست سیکرٹ سروس سے متعلق بھی نہیں ہے۔ لیکن ایکسٹو جب چاہے اس سے کام لے لیتا ہے"۔ کرنل زیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس مشن کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے علی عمران کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ اس کے بعد مشن کا آغاز کیا جائے"۔ ——— مادام فیونا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— یہ ضروری ہے میرے خیال کے مطابق جب تک علی عمران زندہ ہے مشن کی کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کرنل زیڈ نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اس علی عمران کا کوئی فوٹو آپ کے پاس ہے"۔ ——— مادام نے پوچھا۔

اور کرنل زیڈ نے میز کی دراز سے ایک فوٹو نکال کر مادام کے سامنے ڈال دیا۔ مادام نے فوٹو اٹھا کر دیکھا۔ فوٹو کسی ہوٹل کے سامنے اتارا گیا تھا۔

ہوٹل کے گیٹ سے ایک درمیانے قد اور سڈول جسم کا خوبصورت سا نوجوان باہر نکل رہا تھا۔ اس نے ٹیکنی کلر سا لباس پہنا ہوا تھا۔ چہرے پر حماقتیں ہی حماقتیں نظر آرہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی

اُلّو کو پکڑ کر دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا ہو۔

"تو یہ ہے علی عمران ——— ہوں ——— یہ بھلا ریڈ میڈ و سا کے سامنے کیسے ٹھہر سکتا ہے"۔ ——— مادام نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حقارت تھی۔ اور کرنل زیڈ کے لبوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ اُبھر آئی۔

"ٹھیک ہے تم خود نپٹ لینا۔ میں نے بہرحال تفصیلات تمہیں بتا دی ہیں۔ اس کی رہائش کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ میں ہے۔ پوری بلڈنگ نئی تعمیر شدہ ہے۔ پرانی بلڈنگ خوفناک بم کے دھماکے سے تباہ ہو گئی تھی۔ یقیناً یہ بھی کسی سیکرٹ ایجنٹ کا کارنامہ ہے۱

یہ وہاں ایک باورچی کے ساتھ رہتا ہے"۔ ——— کرنل زیڈ نے کہا۔

"او۔ کے ——— کرنل میں یہ کیس چیلنج کے طور پر قبول کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مشن کی کامیابی کے بعد آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق اپنے خیالات پر ضرور شرمندہ ہونا پڑے گا"۔ ———

"وش یو گڈ لک" ——— کرنل زیڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ کمرہ دوبارہ عام حالت میں آ گیا اور پھر مادام فیونا فائل سنبھالے تیزی سے مڑی اور دروازہ کھول کر باہر نکلتی چلی گئی۔

۱۔ اس کے لئے مظہر کلیم ایم اے کا ناول "عمران کی موت" پڑھیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمران نے کار آہستہ کی اور پھر سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شخص کے قریب لا کر روک دی۔ تیز دھوپ میں وہ شخص نہ صرف شیروانی پہنے کھڑا تھا۔ بلکہ اس نے گلے تک اس کے بٹن بھی بند کر رکھے تھے۔ چوڑی دار پاجامہ اور سر پر چوگوشیہ ٹوپی پہنے وہ ہاتھ میں چھڑی لئے سڑک کے کنارے یوں اطمینان سے کھڑا تھا جیسے تیز دھوپ کی بجائے وہ کسی سایہ دار جگہ پر ہو۔ عمران نے اُسے دور سے ہی دیکھ لیا تھا اور چونکہ موجودہ زمانے میں اس لباس کو اس انداز میں استعمال کرنے والے خال خال ہی ملتے تھے اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ عمران کو بے حد پسند تھے کیونکہ وہ قدیم کلچر اور روایات سے ذہنی طور پر بڑی طرح چمٹے ہوئے تھے۔ اور اس لحاظ سے عمران کے لئے دلچسپ شخصیت بن جاتے تھے۔

"حضرت آپ کو دھوپ میں کھڑے رہنے سے سردی لگ رہی ہوگی اس لئے تشریف رکھیئے میں آپ کو کسی گرم جگہ پر چھوڑ آؤں" عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کار کا دروازہ

کھول دیا۔

"اوہ صاحبزادے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف ہوگی" ـــــــ اس شخص نے بڑے تکلفانہ انداز میں کہا لیکن اس کے ساتھ وہ تیزی سے کار میں بھی بیٹھ گیا۔ شاید اُسے خطرہ تھا کہ کہیں عمران تکلف میں ہی کار آگے نہ بڑھا لے جائے۔

"اجی تکلیف تو ضرور ہوتی ہے لیکن خواہ مخواہ نہیں ہوتی۔ بس اپنے آپ ہو جاتی ہے" ـــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہو ـــــ ذرا اپنی نبض دکھائیے میں ابھی بتا دیتا ہوں کہ آپ کو کیا تکلیف ہے" ـــــ اس شخص نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"سٹیرنگ پر ہاتھ رکھیئے" ـــــــ عمران نے ان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو کھینچ کر سٹیرنگ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سٹیرنگ ـــــ اجی حضرت میں نبض کی بات کر رہا ہوں" ـــــــ اس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حضرت میں کار کی تکلیف کی بات کر رہا تھا [illegible] لئے سٹیرنگ پر ہاتھ رکھ کر ہی آپ بتا سکیں گے" ـــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہو اچھا ـــــ معافی چاہتا ہوں میں سمجھا آپ اپنی تکلیف کی بات کر رہے ہیں" ـــــ ان صاحب نے شرمندہ ہو کر ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ کو کہاں چھوڑ آؤں؟" ـــــ عمران نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"لب گور" ـــــ ان صاحب نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس بار حیران ہونے کی باری عمران کی تھی۔

"آپ کی گور کون سے قبرستان میں کھودی گئی ہے؟" ـــــ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اجی توبہ کیجئے میں تو اپنی رہائش گاہ کی بات کر رہا ہوں۔ اس کا نام "لب گور" ہے" ـــــ ان صاحب نے بُرا مانتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انتخاب درست نکلا تھا۔ صاحب واقعی صاحب ذوق تھے۔ ورنہ عام آدمی اپنی رہائش گاہ کا نام "لب گور" رکھنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"چلیئے ایسا ہی سہی ـــــ مگر یہ ہے کہاں؟ کچھ اتہ پتہ بتائیے تو میں شاید یہ پہیلی بوجھ سکوں؟" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہو آپ نہیں جانتے حکیم چھٹن المعروف دولہا میاں کی رہائش گاہ نہیں جانتے جب کہ مستقبل میں پیدا ہونے والے بچے بھی اُسے جانتے ہیں" ـــــ حکیم صاحب نے مزید بُرا مانتے ہوئے کہا۔

"میں مستقبل میں نہیں بلکہ ماضی میں پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے نہ جاننے کی گستاخی کر بیٹھا ہوں۔ معافی چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھنڈی سڑک پر ہے" ـــــ حکیم صاحب نے پتہ بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ وہ

سمجھ گیا کہ ریلوے روڈ کو عرفِ عام میں ٹھنڈی سڑک کہا جاتا ہے۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا صاحبزادے" ـــــ حکیم صاحب نے عمران کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"آپ جیسی عظیم شخصیت کے مقابل میرا تعارف کیا حیثیت رکھتا ہے حضرت۔ بہرحال آپ کے حکم پر گستاخی کر رہا ہوں۔ مجھ حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مندان بنی نوع انسان نہ کوئی آن نہ کوئی شان نہ سان و گمان نہ ایمان مفصل نہ ایمان مجمل بندہ مجمل بے صورت بے شکل کو علی عمران ابن سر رحمان قوم پٹھان کہتے ہیں" ـــــ

"ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ چشم بد دور۔ کیا آداب ہیں۔ صاحبزادے کسی اصیل خاندان کے سپوت لگتے ہو۔ ورنہ آج کل کے بے حیا بے شرم اور بد اخلاق زمانے میں تم جیسے مؤدب صاحبزادے چراغ لے کر ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتے" ـــــ حکیم صاحب نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"حضرت چراغ کا زمانہ گزر گیا۔ اب تو مجھ جیسے صاحبزادے سڑک پر کھڑے کھڑے مل جاتے ہیں۔ بہرحال آپ نے اپنے عظیم تعارف سے بندے کو ابھی تک نہیں نوازا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اجی ہم کیا اور ہمارا تعارف کیا بس بندے کو حکیم چھٹن المعروف دولہا میاں کہتے ہیں باقیات صالحین میں سے ہوں" ـــــ

حکیم دولہا میاں نے بڑے انکسارانہ لہجے میں سر کو جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مطلب فرماتے ہیں آپ" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں ——— کسی زمانے میں واقعی مطلب فرماتا تھا۔ مگر اب اس زمانے کی ناقدر شناسی میں کیا مطلب اور کہاں کا مطلب بس آمہ اہی رہ گیا ہے وقت کاٹنے کا" ——— حکیم صاحب رفتہ رفتہ انکساری کی آخری حدود میں داخل ہوتے جارہے تھے۔

"کونسی قینچی آج کل زیر استعمال ہے۔ میرٹھ کی یا وزیر آباد کی" ——— عمران نے پوچھا۔

"قینچی ——— کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ——— حکیم صاحب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرا مطلب وقت کاٹنے سے تھا کہ آپ کس قینچی سے وقت کاٹ رہے ہیں" ——— عمران اسی طرح سنجیدہ تھا۔

"اوہو ——— صاحبزادے مذاق کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہو۔ شغل کیا ہے" ——— حکیم صاحب نے بڑے بے تکلف بھرے انداز میں ہنستے ہوئے پوچھا۔

"شغل باکاری" ——— عمران نے جواب دیا۔

"باکاری ——— یہ کیا شغل ہے" ——— حکیم صاحب کو چکر آنے لگے۔

"بے کاری اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ کار میرے پاس ہے اس لئے باکاری کہا ہے۔ بس یہی شغل ہے کہ کار چلاتا ہوں۔ گھومتا پھرتا ہوں جہاں پٹرول ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں کار کھڑی کر کے پٹرول کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن صاحبزادے پٹرول تو پیسوں سے ملتا ہے اور پیسے مفت نہیں ملتے" ——— حکیم صاحب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس کے لئے آپ جیسے بزرگوں کو تکلیف دیتا ہوں۔ دیکھئے پٹرول ختم ہونے والا تھا اس لئے آپ کو سوار کر لیا۔ اب میں آپ کو کسی ویرانے میں لے جاؤں گا۔ خنجر آبدار کی نوک آپ کے حلقوم پر رکھ دوں گا اور پٹرول کے پیسے مل جائیں گے۔ ویسے پٹرول اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ آپ جیسے دو چار بزرگوں کے حلقوموں پر خنجر آبدار رکھے بغیر ٹینکی فل نہیں ہوتی" ——— عمران نے بڑے سرسری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحبزادے کیوں مذاق کر رہے ہو" ——— حکیم صاحب کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران بیک مرر میں ان کے چہرے کے تاثرات کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔

"صاحب مذاق کیا میں بھلا آپ جیسے بزرگوں سے مذاق کر سکتا ہوں" عمران نے اچانک کار کو ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے بریک ماری اور پھر پھرتی سے جیب سے ایک خنجر نکال لیا۔ سڑک ویران تھی۔

"مم ——— مم معاف کر دو۔ میرے پاس تو صرف دس روپے ہیں" حکیم صاحب کی حالت یک دم غیر ہو گئی۔ کیونکہ عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کی چمک میں انہیں موت صاف دکھائی دینے لگی تھی۔

"اوہو ——— پھر تو یہ خنجر آپ کے پاس ہونا چاہیئے تھا" ——— عمران نے خنجر واپس جیب میں رکھا اور کار جھٹکا کھا کر ایک بار پھر آگے بڑھ گئی۔ حکیم صاحب کی حالت بدستور خراب تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں سکتہ سا ہو گیا ہو۔

"اپنی نبض دیکھئے حکیم صاحب آپ کو تکلیف شروع ہو گئی ہے" —— عمران نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"مم —— میں ٹھیک ہوں۔ مجھے یہیں اتار دو صاحبزادے" —— حکیم صاحب نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں صاحب بھلا میں یہ گستاخی کر سکتا ہوں اب تو آپ کو لب گور پہنچا کر ہی چھوڑوں گا" —— عمران نے کہا اور حکیم صاحب بے اختیار ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگے۔ ان کی شاید سمجھ میں عمران کی ٹائپ نہ آرہی تھی۔ جو بیک وقت انتہائی مؤدب بھی تھا اور ساتھ ہی خوفناک ڈاکو بھی جو خنجر گلے پر رکھ کر لوگوں کو لوٹ لیتا تھا۔

"اتنے میں عمران کی کار ٹھنڈی سڑک پر پہنچ گئی۔ اور عمران نے کار کو آہستہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"حضرت کہاں ہے آپ کی گور اوہ معاف کیجئے گا لب گور" —— عمران کا لہجہ اسی طرح مؤدب تھا۔

"یہ سامنے والی گلی کے سرے پر روک دیجئے" —— حکیم صاحب نے پھٹی پھٹی آواز میں جواب دیا انہیں شاید یقین نہ آرہا تھا کہ عمران انہیں اتنی آسانی سے چھوڑ دے گا۔ اور جب عمران نے گلی کے سرے پر واقعی کار روک دی تو حکیم صاحب نے بڑی تیزی سے ہاتھ مار کر دروازہ کھولنا چاہا مگر گھبراہٹ میں ان سے دروازہ ہی نہ کھل رہا تھا۔ اس پر عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا تو حکیم صاحب یوں تیزی سے باہر لپکے جیسے موت سے پیچھا چھڑا کر بھاگ رہے ہوں۔

"حکیم صاحب قبلہ ایک لمحہ توقف کیجئے" —— عمران نے ان کا بازو تھامتے ہوئے کہا۔

"مم —— مم —— میرے پاس دس روپے ہیں میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ حکیم صاحب نے انتہائی بے بسی کے عالم میں کہا۔

"یہ لیجئے رکھ لیجئے بھلا دس روپے جیب میں رکھ کر چلنا شریفوں کو زیب دیتا ہے" —— عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر حکیم صاحب کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ بیک مرر میں وہ حکیم صاحب کو ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی پکڑے حیرت سے بت بنا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ کوئی ڈاکو لوٹنے کی بجائے اس طرح اتنی موٹی رقم انہیں پکڑا دے گا۔

اور عمران دل ہی دل میں ہنستا ہوا آگے کار بڑھائے لئے چلا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب حکیم صاحب اپنے اہل خانہ کو ڈاکو کی بابت بتائیں گے۔ تو خوب تماشا ہوگا۔ ویسے وہ ایسے وضع دار لوگوں کو اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ لوگ مر سکتے ہیں کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر بیس ہزار روپے انہیں پکڑا دیئے تھے۔

عمران نے ٹھنڈی سڑک کے اگلے چوک پر پہنچتے ہی کار دائیں طرف کنگ روڈ پر موڑ دی۔ وہ اب جلد از جلد اپنے فلیٹ پر پہنچنا چاہتا تھا۔ آج صبح سے ہی وہ آوارہ گردی کر رہا تھا۔ کام تو تھا کوئی نہیں سیکرٹ سروس آج کل اٹیمک لیبارٹری کی خفیہ نگرانی میں مصروف تھی اس لئے عمران بھی بس یلے کار ہی پھر رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمران نے کار فلیٹ کے سامنے روکی اور پھر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اُسے حکیم دولہا میاں کی مدد کر کے واقعی خوشی ہو رہی تھی۔ کہ چلو اس کی آج کل کی آوارہ گردی کسی کے کام تو آ گئی۔ فلیٹ کا دروازہ خلاف توقع کھلا ہوا تھا۔ اور پھر عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے صوفے پہ انتہائی خوب صورت غیر ملکی لڑکی بڑے اطمینان سے بیٹھی ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ عمران کے اندر داخل ہونے کی آواز سنتے ہی اس نے چونک کر رسالہ ایک طرف رکھا اور پھر غور سے عمران کو دیکھنے لگی۔

"مم ——— مم ——— یقین کیجئے۔ غیر شادی شدہ ہوں خالص کنوارہ"——— عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران کو اس کی ہنسی سن کر یوں محسوس ہوا جیسے دور کہیں مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔

"آپ علی عمران ہیں"——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے سے یوں اطمینان جھلک رہا تھا جیسے وہ اپنے گھر میں بیٹھی ہو۔

"علی عمران ارے نہیں صاحب میرا نام تو سلیمان ہے۔ عمران تو اندر باورچی خانے میں ہو گا۔ عمران ارے ارے عمران بھئی ادھر آؤ۔ انہیں جلوہ تو دکھاؤ"——— عمران نے زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہا اور لڑکی کے چہرے پہ الجھن کے تاثرات اُبھر آئے۔

"مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ اس کا نام سلیمان ہے۔ اور یہ فلیٹ علی عمران کا ہے"——— لڑکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اجی تو یہ ——— نام میں کیا رکھا ہے۔ اب آپ جیسی خوب صورت لڑکی

کا نام بد صورت بھی ہو سکتا ہے"——— عمران نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے جواب دیا اُسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔

"یہ آپ اپنے آپ کو آوازیں کیوں دے رہے تھے"——— سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اپنے آپ کو اوہ ویری سوری مسٹر سلیمان غلطی ہو گئی۔ میں سمجھا میں سلیمان ہوں۔ بس یہ دماغ ہی سالا غوطہ کھا جاتا ہے۔ فرمائیے محترمہ آپ کی تشریف آوری کیسے ہوئی ویسے اس فلیٹ میں کسی خوب صورت لڑکی کا آنا ہمیشہ خطرے کی گھنٹی بلکہ خطرے کا بند ہی ثابت ہوتا ہے"۔ عمران نے اظہار بڑے سنجیدہ لہجے میں کیا۔

"مجھے فیونا کہتے ہیں میرا تعلق سائیڈان سے ہے۔ میں آپ کے ملک میں اپنی پارٹی سمیت آئی ہوں۔ ہوٹل البانیہ سے ہمارا معاہدہ ہوا ہے ——— ڈانس کے لئے"——— لڑکی نے جو مادام فیونا تھی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا

"اوہ ——— ڈانس ——— ویری گڈ ——— مجھے یہ ڈانس بے حد پسند ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے انسان کو دس ہزار وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ میں اسے الیکٹرک شاک ڈانس کہتا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے"۔ عمران نے جھکتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ اچھی مثال دی ہے آپ نے"——— مادام فیونا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے سلیمان نے کافی کی دو پیالیاں لا کر ان کے درمیان موجود میز پہ رکھ دیں۔

"یہ محترمہ تھوڑی دیر پہلے آئی تھیں۔ کہنے لگیں مجھے ایک ضروری فون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فون کیا اور پھر پانی کی فرمائش کر دی۔ وہ فرمائش پوری کی تو فرمانے لگیں کہ اگر کافی مل جائے تو اچھا ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے یوں تفصیل بتائی جیسے کسی عدالت میں کھڑا گواہی دے رہا ہو۔

"چلو شکر ہے کوئی فرمائشیں کرنے والی ملی تو سہی"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس کے بعد میں کوئی فرمائش پوری نہ کر سکوں گا۔ میں نے آل پاکیشیا باورچی ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرنے جانا ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ یوں بڑبڑاتا ہوا واپس چلا گیا۔ جیسے عمران کی فرمائشوں سے تنگ آ چکا ہو۔

"یہ آپ کا باورچی ہے"۔۔۔۔ مادام فیونا نے جو خاموشی سے بیٹھی کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف تھی۔ سلیمان کے جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا باورچی۔۔۔۔ ارے خدا کا خوف کیجئے۔ آہستہ بولئے اس نے سن لیا تو ابھی وہ یہاں بیٹھا نظر آئے گا اور میں باورچی خانے میں۔ یہ اصل میں اس فلیٹ کا مالک ہے میں تو بطور پیئنگ گیسٹ یہاں رہ رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔۔ بہرحال آپ دونوں بے حد دلچسپ آدمی ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے"۔۔۔۔ مادام فیونا نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دونوں سے۔۔۔۔ کمال ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک نیام میں دو تلواریں کیسے رہ سکتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا اور مادام فیونا مغرب سے تعلق رکھنے کے باوجود عمران کے اس ذومعنی فقرے پر یوں شرما گئی جیسے کسی کنواری مشرقی لڑکی کے سامنے اس کے ہونے والے شوہر کا نام لے دیا گیا ہو۔

"آپ کیا کرتے ہیں"۔۔۔۔ مادام فیونا نے بات بدلنے کے لئے پوچھا۔

"کھاتا پیتا ہوں۔ سوتا ہوں اٹھتا ہوں۔ کپڑے پہنتا ہوں۔ کار چلاتا ہوں۔ اور اس فلیٹ میں رہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ میرا مطلب کاروبار یا ملازمت سے تھا"۔۔۔۔ مادام فیونا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بلیک میلر ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"بلیک میلر"۔۔۔۔ مادام فیونا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا ایک دوست یہاں کی انٹیلی جینس میں سپرنٹنڈنٹ ہے۔ وہ ہوٹلوں اور دوسرے اداروں سے رشوت وصول کرتا ہے۔ اور میں اسے بلیک میل کر کے اپنا حصہ وصول کر لیتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے اپنے کام کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ میں تو ڈر گئی تھی۔ اچھا عمران صاحب آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی ہے۔ میں یہاں سے گزر رہی تھی۔ کہ ایک ٹیلی فون کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چٹخارہ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"پہلا پروگرام کب ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سنیچر سے شو شروع ہوگا۔ آپ تشریف لائیں گے"۔۔۔۔۔۔ شیرازی نے کہا۔

"دیکھو اگر موڈ بن گیا تو ضرور آؤں گا۔ ورنہ تشریف کو تو بھیج ہی دوں گا۔ خدا حافظ"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ وہ جو پوچھنا چاہتا تھا وہ شیرازی نے خود ہی بتا دیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ مادام فیونا نے جو کچھ بتایا ہے شاید درست ہی ہو۔ لیکن وہ اپنے شکی ذہن کا کیا کرتا۔ شروع سے ہی اس کے ذہن کی تربیت کچھ ایسی ہوئی تھی کہ سیدھا سادھا معاملہ ذہن میں فٹ بیٹھتا ہی نہ تھا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ریسیور اٹھایا اور پھر دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہو رہا ہے ایکسٹو صاحب"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ عمران صاحب آپ۔ میں نے کیا کرنا ہے میری قسمت میں تو بس ٹیلی فون سننا ہی رہ گیا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ممبران کی طرف سے رپورٹیں مل رہی ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں مسلسل کالیں مل رہی ہیں سب ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران لیبارٹری کی نگرانی کے متعلق بات کر رہا ہے کیونکہ آج کل تمام ممبران اس کی نگرانی میں مصروف تھے۔

"پھر ایسا کرو کچھ فیلڈ میں بھی کام کر لو۔ تمہاری حسرت بھی پوری ہو جائے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ضرور ضرور عمران صاحب۔ واقعی میں فارغ بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا ہوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل البانیہ میں سائیڈان کا ایک طائفہ آیا ہے۔ جس کی سربراہ مادام فیونا ہے۔ انتہائی خوب صورت لڑکی ہے۔ اس کی نگرانی کرو۔ چاہے خفیہ طور پر کرو یا اس سے تعلقات بڑھا کر۔۔۔۔۔ یہ تمہاری مرضی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی شروع تو نہیں ہوا۔ لیکن میرا وجدان کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو گا ضرور۔۔۔۔۔ بہرحال کیس شروع ہو یا نہ۔ تمہاری تفریح تو ہو ہی جائے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔۔۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ بہت بہت شکریہ۔ میں آج سے ہی کام شروع کر دیتا ہوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"وش یو گڈ لک"۔۔۔۔۔ عمران نے ریسیور کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"سلیمان ارے بھائی سلیمان کہاں غائب ہو گئے تم"۔۔۔۔۔ کہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلیمانی ٹوپی تو نہیں پہن لی ——— بھائی کچھ پیٹ پوجا کا بندوبست کرو۔
پیٹ میں چوہے ہنڈرڈ میٹر ریس لگا رہے ہیں۔" ——— عمران نے
چیختے ہوئے کہا۔

"اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ فی الحال دو گھنٹے صبر کرنا
پڑے گا۔" ——— دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سلیمان کی رگ رگ سے واقف تھا۔
اسے معلوم تھا کہ دو گھنٹے کا مطلب دو منٹ ہی ہوتا ہے۔

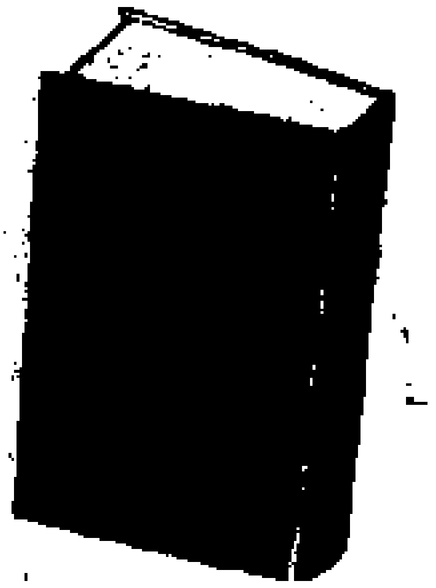

مادام فیونا نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے ٹوائلٹ
میں گھستی چلی گئی۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹا سا ڈبہ نکالا۔
اور پھر اس کے کونے کو دبا کر اس میں سے ایک راڈ کھینچ کر باہر نکال لیا۔
راڈ کے باہر آتے ہی ڈبے میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں آنی
شروع ہو گئیں۔ مادام فیونا نے ایک طرف ہٹ کر شاور کھول دیا۔
اور شاور سے پانی گرنے کی آواز بلند ہونے لگی اسی لمحے ڈبے میں سے
ایک مردانہ آواز ابھری۔ مادام نے شاور اسی لئے کھولا تھا کہ دوسری

طرف سے سننے والے کو یہی محسوس ہو کہ جیسے سمندر کے کنارے سے
اسے کال کیا جا رہا ہے

"نمبر تھری سپیکنگ اوور۔" ——— بولنے والے کا لہجہ بے حد
مؤدبانہ تھا۔

"ریڈ میڈوسا اوور۔" ——— مادام فیونا نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم حکم فرمائیے۔" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آدم خور مکھیوں کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور۔" ——— مادام
نے پوچھا۔

"وہ اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے تیار ہیں مادام اوور۔" ——— دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔

"سنو ——— کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰ میں آج رات بارہ بجے
کے بعد انہیں بھیج دو میں نے لوشن وہاں لگا دیا ہے اوور۔" ———
مادام نے کہا۔

"او۔ کے مادام آپ بے فکر رہیں صبح آپ کو ان کی کارکردگی کا
نتیجہ مل جائے گا اوور۔" ——— دوسری طرف سے بااعتماد لہجے
میں جواب دیا گیا۔

"سنو کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہے۔ وہاں ایک نوجوان علی عمران
رہتا ہے۔ دراصل وہی ہمارا شکار ہے۔ پہلے تسلی کر لینا کہ وہ فلیٹ
میں موجود بھی ہے یا نہیں اوور۔" ——— مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام میں دیکھ لوں گا اوور۔" ——— نمبر تھری نے
جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"او کے۔ مجھے صبح ہر قیمت پر کامیابی کی رپورٹ چاہیئے۔ ہر قیمت پر سمجھے اوور"۔۔۔۔۔۔ مادام کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔

"میں سمجھ گیا مادام میری مکھیاں کبھی ناکام نہیں لوٹتیں۔ آپ بے فکر رہیں اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے کہا اور پھر راڈ کو دبا کر واپس ڈبے میں غائب کر دیا۔ ڈبہ جیب میں ڈال کر اس نے شاور بند کیا اور پھر ٹوائلٹ سے باہر آ گئی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ آدم خور مکھیاں اپنا کام بخوبی کر لیں گی۔ اور صبح عمران کا ڈھانچہ ہی فلیٹ سے ملے گا۔

"ہونہہ کرنل زیڈ خواہ مخواہ اس احمق کی تعریف کئے جا رہا تھا"۔ مادام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی۔

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"مادام ایک صاحب طاہر الیاس نامی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا تعلق محکمہ ثقافت سے بتاتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کاؤنٹر مین کی آواز سنائی دی۔

"محکمہ ثقافت۔۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے بھیج دو"۔۔۔۔۔۔ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ محکمہ ثقافت کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ویسے اس ٹائپ کا محکمہ اس نے پہلی بار سنا تھا۔ بہرحال وہ مطمئن تھی کیونکہ اس کے

تمام کاغذات بالکل درست تھے۔

چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے کہا۔ اور دروازہ کھلا اور ایک وجیہہ سا نوجوان جس نے گہرے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ مادام بے اختیار اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آنے والے کی وجاہت نے اُسے نہ چاہنے کے باوجود کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں مادام۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مادام فیونا۔۔۔۔۔۔ تشریف رکھیئے"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے اپنا نام بتاتے ہوئے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ مادام فیونا۔۔۔۔۔۔ جیسا کہ کاؤنٹر مین نے آپ کو بتایا ہے۔ میرا تعلق محکمہ ثقافت سے ہے۔ میں مقامی انچارج ہوں۔ میرا نام طاہر الیاس ہے"۔۔۔۔۔۔ آنے والے نے جو بلیک زیرو تھا۔ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ فرمائیے"۔۔۔۔۔۔ مادام نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ہوٹل البانیہ سے شو کرنے کا معاہدہ کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔ آپ کی اطلاع درست ہے"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے مختصر سا جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ کا معاہدہ غیر قانونی ہے۔ مقامی قانون کے مطابق آپ کے طائفے کو پہلے محکمہ ثقافت سے رجسٹر ہونا ہوگا۔ ہم آپ اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق آپ کے ملک سے مکمل تفصیلات منگوائیں گے۔ اس کے بعد ہی آپ کو رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جاری کیا جا سکے گا۔ اور بغیر رجسٹریشن سرٹیفکیٹ کے آپ کوئی شو پیش نہیں کر سکتیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"اوہ مگر ہوٹل کے مینجر نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس طرح تو بہت وقت لگے گا۔ اور ہم اتنے طویل عرصے تک یہاں فارغ نہیں رہ سکتے"۔۔۔۔ مادام فیونا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ زیادہ سے زیادہ دو ماہ لگ جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو بہت طویل وقت ہے۔ ہم اتنے عرصے تک یہاں بیکار نہیں رہ سکتے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم معاہدہ کینسل کر کے اس ملک سے ہی چلے جائیں"۔۔۔۔ مادام فیونا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے مادام۔ میری خدمات حاضر ہیں۔ آپ کی خاطر میں دو ماہ کا کام ایک روز میں کرا دوں گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ٹھیٹھ عاشقانہ لہجے میں کہا۔

"آپ ایک روز میں تمام مطلوبہ معلومات کیسے حاصل کریں گے"۔۔۔۔ مادام نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مادام اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ تو دفتری خانہ پری ہے۔ میں لکھ دوں گا کہ سب او۔کے ہے۔ اور سب او۔کے ہو جائے گا"۔۔۔۔

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو سب اختیارات آپ کے پاس ہیں"۔۔۔۔ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور میں آپ کا خادم ہوں آپ اطمینان سے اپنا پروگرام کریں کسی قسم کا فکر ذہن میں نہ لائیں۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور اس کا معاوضہ آپ کیا لیں گے"۔۔۔۔ مادام نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ۔۔۔۔ کیا معاوضہ۔۔۔۔ معاف کیجئے مادام میں نے کبھی کوئی کام معاوضے کے طور پر نہیں کیا۔ مجھے آپ کی شخصیت پسند آگئی ہے۔ میں صرف آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ معاوضہ وغیرہ کچھ نہیں۔ بس اتنی مہربانی کر دیا کریں کہ کبھی مسکرا کر مجھ سے دو باتیں کر لیا کریں"۔۔۔۔ بلیک زیرو کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مادام فیونا پر جی جان سے مر مٹا ہو۔

"اوہ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں طاہر صاحب۔ آپ جیسے وجیہہ اور شکیل آدمی سے مل کر مجھے خود بے حد مسرت ہوگی میرے دروازے آپ کے لئے ہر وقت کھلے ہوں گے"۔۔۔۔ مادام نے کہا اور بلیک زیرو نے سر جھکا کر باقاعدہ شکریہ ادا کر ڈالا۔

"مادام میں اکیلا آدمی ہوں۔ نوکروں وغیرہ کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتا اس لئے مستقل طور پر ہوٹلوں میں رہتا ہوں۔ اس وقت میری رہائش ہوٹل دل کشا میں ہے۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب تک آپ یہاں ہیں اسی ہوٹل میں رہائش رکھ لوں۔ ویسے یقین کیجئے میں آپ کے لئے بوریت یا ذہنی دباؤ کا باعث کبھی نہ بنوں گا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہاں کی زندگی کے ہر گوشے کی سیر کرا سکتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے طاہر صاحب۔ ہم تو پہلی بار اس ملک میں آئے ہیں۔ ہمیں تو کوئی اچھا اور دلچسپ ساتھی چاہیئے۔ آپ ضرور اس ہوٹل میں رہائش رکھ لیں" ——— مادام فیونا نے جواب دیا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"شکریہ مادام اب مجھے اجازت دیجئے۔ کل کسی وقت حاضر ہوں گا" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مادام نے بھی ان کے ساتھ اٹھ کر اُسے عزت دی اور پھر بلیک زیرو بڑے ادب سے مادام کے ہاتھ کی پشت چوم کر واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی مادام نے انتہائی تیزی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نیل ہاروے" ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ریڈ میڈوسا" ——— مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکسر مؤدبانہ ہو گیا۔

"ابھی ابھی میرے کمرے سے ایک نوجوان نکلا ہے۔ لمبا قد۔

سڈول جسم ہے۔ گہرے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے ہے۔ اس کی نگرانی کرو۔ اور مجھے رپورٹ دو" ——— مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جس انداز میں اس آدمی نے قریب رہنے کی پیش کش کی ہے۔ اسی سے اس کی چھٹی حس نے اُسے خطرے کا الارم دینا شروع کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے سلسلے میں مطمئن ہونا چاہتی تھی۔

چند لمحوں بعد مادام نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ ایک بار پھر ٹوائلٹ میں گھستی چلی گئی۔ اس نے پہلے جیسے انداز میں شاور کھولنے کے بعد جیب سے وہی چپٹا سا بکس نکالا اس کے کونے کو دبا کر اس میں سے راڈ باہر نکال لیا۔ اس راڈ کی پانچ منزلیں تھیں۔ اور جس منزل تک وہ راڈ کھینچا تھا اُس منزل کے مطابق اس کی فریکوئنسی بدل جاتی تھی۔ نمبر تھری کو کال کرنے کے لئے مادام نے راڈ کو تین منزلوں تک کھینچا تھا۔ لیکن اس بار اس نے راڈ کو آخری حد تک کھینچ لیا۔ اور بکس سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"نمبر فائیو سپیکنگ اوور" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ریڈ میڈوسا اوور" ——— مادام نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام اوور" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"پوائنٹ مشن کو چیک کرو۔ اور اس کے سلسلے میں مکمل رپورٹ مجھے کل دو۔ اپنی رپورٹ میں ایسے امکانات کا جائزہ بھی لینا کہ ہم لوگ پوائنٹ مشن کے عملے میں شامل ہو سکیں اوور" ——— مادام نے کہا۔

"او۔ کے مادام میں ابھی اس سلسلے میں کام شروع کر دیتا ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تمہارے پاس پوائنٹ مشن کی فائل موجود ہے۔ اُسے اچھی طرح دیکھ لینا۔ لیکن ایک بات کا خیال رہے۔ کسی صورت میں اپنے آپ کو مشکوک نہ بنا دینا۔ پوائنٹ مشن کی نگرانی یہاں کی سیکرٹ سروس کر رہی ہے اور وہ لوگ بے حد چالاک اور عیار ہیں اوور" ——— مادام نے اُسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں مادام میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں اوور" نمبر فائیو نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"او۔ کے اوور اینڈ آل" ——— مادام نے جواب دیا اور راڈ واپس تہہ کر کے باکس جیب میں ڈال لیا۔ شاور بند کر کے وہ ایک بار پھر کمرے میں آ گئی۔ اب اس کے چہرے پہ اطمینان کے آثار نمایاں تھے کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کل تک وہ اپنے مشن کا آدھا کام مکمل کر لے گی۔ نمبر تھری کی آدم خور مکھیوں کے بارے میں اُسے یقین تھا کہ ان کا وار کبھی خطا نہیں جاتا اور کرنل زیڈ کا علی عمران صبح ڈھانچے کی صورت میں پڑا ہو گا۔ اور دنیا بھر کے ڈاکٹر مل کر بھی ان مکھیوں کا پتہ نہ چلا سکیں گے اور اگر چلا بھی لیں تو پھر مکھیوں کو ڈھونڈتے پھریں۔

جہاں تک نمبر فائیو کی کارکردگی کا تعلق تھا۔ اُسے اس پہ مکمل اعتماد تھا۔ وہ اپنے کام میں مہارت کا درجہ رکھتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ کل اس کی رپورٹ ہر لحاظ سے جامع ہو گی۔ چنانچہ اس نے کپڑے تبدیل کئے اور پھر نائٹ بلب جلا کر وہ بستر پہ لیٹ گئی۔

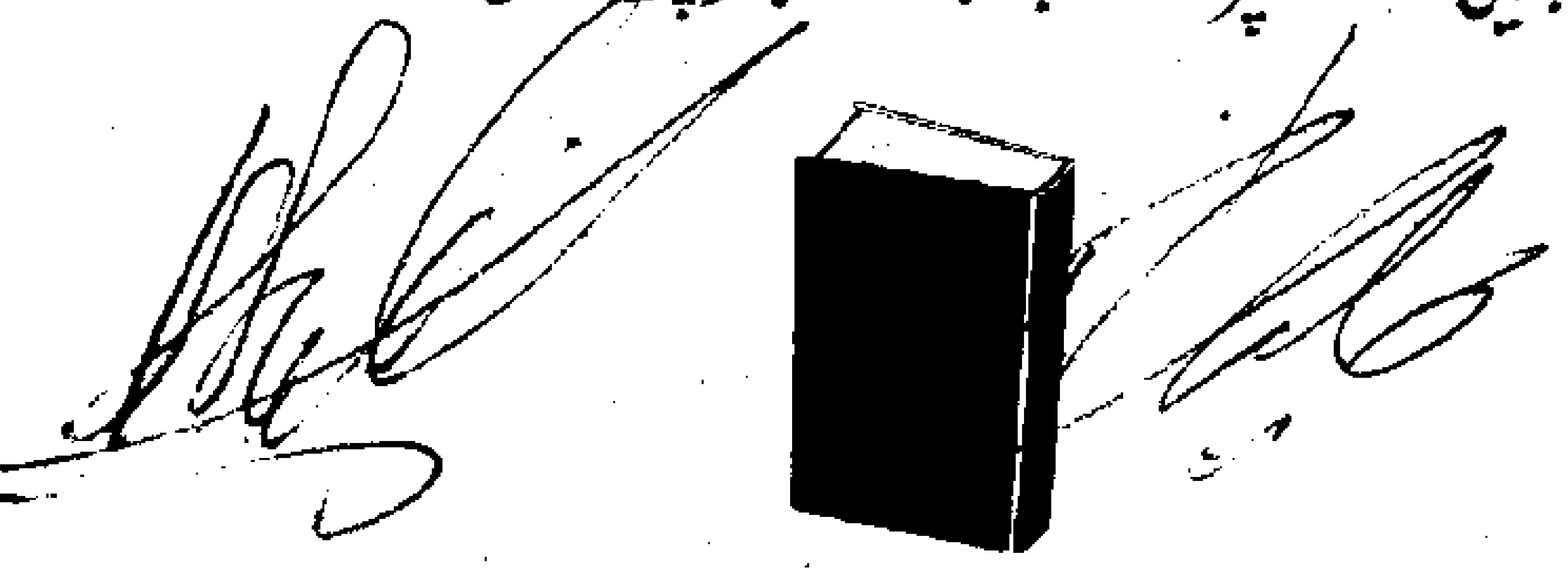

رات کے بارہ بجنے میں سے دس پندرہ منٹ باقی رہتے تھے کہ عمران نے ہاتھ میں تھامی ہوئی کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور پھر سونے کا موڈ بنانے لگا۔ پھر ہانے رکھا ہوا سفید بلب اس نے بجھا دیا اور نائٹ بلب کا سوئچ آن کر دیا۔ سلیمان شاید کافی دیر ہوئی سو چکا تھا۔ کیونکہ تقریباً گیارہ بجے اس نے عمران کو دودھ کا گلاس لا کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد اس کی آمد نہ ہوئی تھی۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ سو چکا ہو گا۔ عمران کا بیڈ روم سڑک کی طرف تھا۔ اور سڑک کی طرف ایک بڑی سی کھڑکی کھلتی تھی۔ اس کھڑکی میں مضبوط جالی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے عمران رات کو سوتے وقت ہمیشہ کھڑکی کھول دیا کرتا تھا۔

عمران نے جیسے ہی نائٹ بلب جلایا۔ قریب رکھے ہوئے ٹیلی فون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر ریسیور اٹھالیا۔

"سیٹھ علی بھائی عمران بھائی سہاگے والے"۔۔۔۔۔۔عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

"لیکن انکوائری نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ آپ کا نام خالی علی عمران ہے پھر یہ سیٹھ کا کیا مطلب ہوا"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دن کو میں علی عمران ہی ہوتا ہوں۔ خالی خولی علی عمران لیکن رات ہوتے ہی میں سیٹھ علی بھائی عمران بھائی بن جاتا ہوں۔ مگر جناب کو کیا تکلیف ہوئی ہے"۔۔۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کے باورچی کی شکایت کرنی تھی میں نے سوچا کہ اس وقت تو وہ سوچکا ہوگا۔ ورنہ جب بھی ٹیلی فون کرو وہی اٹھاتا ہے"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوہو کیا اس نے آپ سے ادھار سودا لے لیا ہے۔ اگر ایسی بات ہے محترم تو پھر اس سے بات کیجئے۔ اس نے آج تک میرا ادھار واپس نہیں کیا آپ کو بھلا کیسے واپس دے سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں صاحب ادھار کی بات نہیں۔ میرا فلیٹ آپ سے ملحقہ ہے میں چند روز ہوئے یہاں منتقل ہوا ہوں۔ آپ کا باورچی میری نوجوان لڑکی کو چھیڑتا ہے۔ میں عزت دار شریف آدمی ہوں۔ براہِ راست بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے اس لئے فون پہ بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد

عاجزانہ تھا۔

"اوہ۔۔۔۔ویری بیڈ۔۔۔۔آپ کا نام"۔۔۔۔۔۔عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ویسے اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ سلیمان ایسا کر سکتا ہے وہ سلیمان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"میرا نام سعادت یار خاں ہے"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے جواب ملا۔

"میرا خیال ہے۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ ایسا آدمی نہیں ہے بہرحال آپ بے فکر رہیں میں اُسے سمجھا دوں گا"۔۔۔۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

"بہت بہت شکریہ۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ عمران نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

لیکن اس کے دماغ میں عجیب سی کھچڑی پک رہی تھی بات اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ سلیمان اور کسی لڑکی کو چھیڑے۔ اور اس حد تک عملی اقدام کرے کہ بات لڑکی کے ماں باپ تک پہنچ جائے۔ ایسا اس کے خیال میں ناممکن تھا۔ سلیمان اس فطرت کا آدمی نہ تھا۔ پھر یہ رات کے بارہ بجے ٹیلی فون پر شکایت کیا معنی رکھتی تھی۔ عمران بستر پہ لیٹا سوچتا رہا۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ صبح پہلے سلیمان سے بات کرے گا اور پھر اس سعادت یار خاں کی تلاش کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر اچھی طرح دروازوں کے لاک چیک کئے اور پھر فلیٹ کے خفیہ حفاظتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انتظامات کا بٹن آن کر دیا۔ کیونکہ اُس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا۔ کہ کہیں ٹیلی فون کا مقصد فلیٹ میں اس کی موجودگی کا معلوم کرنا نہ ہو اور مجرم کوئی واردات نہ کرنا چاہتا ہو۔ ان متوقع حملوں سے بچنے کے لئے اس نے فلیٹ میں ایسا حفاظتی نظام قائم کیا تھا کہ اس کا بٹن آن ہونے کے بعد فلیٹ میں کوئی آدمی داخل ہونا تو کجا۔ فلیٹ پر اگر بم بھی مارا جاتا تو بے سود رہتا۔

اس طرف سے اطمینان کرنے کے بعد وہ بستر پر لیٹا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد وہ گہری نیند سو چکا تھا۔

لیکن اچانک جیسے کسی نے اُسے جھنجھوڑ کر جگا دیا ہو۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا۔ لیکن ہر چیز ٹھیک ٹھاک تھی۔ اُسے اپنے اس طرح جاگنے کا مقصد سمجھ میں نہ آیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے لاشعور نے کسی خطرے کا احساس کر کے اُسے جگا دیا ہو۔ لیکن خطرہ کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ اس نے سرہانے کے نیچے رکھی ہوئی گھڑی اٹھا کر دیکھی تو ساڑھے بارہ بجے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ آدھے گھنٹے بعد ہی اس کی نیند کھل گئی تھی۔ دل میں ایک نامعلوم سی بے چینی تھی۔ لیکن کوئی بات واضح نہ ہو رہی تھی۔

"میرا خیال ہے اب مجھے پاگل خانے کا چکر لگانا ہی پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر غنودگی سی چھاتی چلی گئی۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی اُسے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں تیزی سے بڑھتی جا رہی تھیں۔ عمران نے چونک کر آنکھیں

کھولیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ آن کرتا۔ اس کے چہرے پر بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزیں آ کر چمٹ گئیں اور اُسے یوں لگا جیسے اُس کے چہرے کو کسی نے جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیا ہو۔ اس نے تیزی سے ہاتھ مارے اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ٹیبل لیمپ کا بٹن اس نے جلا دیا۔ اور دوسرے لمحے تکلیف کی شدت سے اس کے منہ سے سسکی سی نکل گئی۔ پورا کمرہ زرد رنگ کی بڑی بڑی مکھیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ان کی زوں زوں کی آوازوں سے بے پناہ شور ہو رہا تھا۔ مکھیوں کی تعداد لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر وہ مکھیاں عمران پر ٹوٹ پڑیں۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سارے جسم پر کسی نے تیزاب انڈیل دیا ہو۔ وہ بُری طرح ہاتھ پیر مارتا ہوا تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بھاگا۔ مکھیوں نے اب اُسے ڈھانپ لیا تھا۔ اور وہ اس کے جسم کے کھلے حصوں پر چمٹنے کے ساتھ ساتھ اب کپڑوں کے اندر بھی تیزی سے گھستی چلی جا رہی تھیں۔ عمران کے دماغ پر اندھیرے سے چھاتے گئے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ قاتل مکھیاں اس کے جسم کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی ہوں وہ لڑکھڑاتا ہوا باتھ روم میں گھسا اور پھر اُس نے تیزی سے شاور کھول دیا۔ دوسرے لمحے شاور کی دھاریں تیزی سے اس کے جسم پر گرنے لگیں۔ اور جہاں جہاں پانی گرتا مکھیاں اڑ جاتیں۔ چند لمحوں بعد ہی مکھیاں اس کے جسم سے ہٹ گئیں۔ لیکن باتھ روم میں وہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں گردش کر رہی تھیں۔ ان کی خوفناک آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جہنم کا دروازہ کھل گیا۔ صرف پانی کے نیچے مکھیوں کی یورش نہ تھی۔ لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمران کب تک پانی کے نیچے کھڑا رہتا۔ مکھیاں مسلسل اس کے گرد گردش کر رہی تھیں۔ عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا اور ساتھ رکھے ہوئے ٹب کی ٹونٹی کھول دی۔ اور باتھ ٹب میں تیزی سے پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ مکھیوں کے ہٹ جانے کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔ تکلیف کی شدت اس قدر تھی کہ عمران جیسے ٹھوس قوت ارادی کے مالک کو بھی چکر آ گئے تھے۔ ٹب میں پانی بھرتے ہی عمران نے کپڑوں سمیت پانی میں غوطہ لگایا اور پھر وہ پانی کے اندر بیٹھتا چلا گیا۔ اس نے سانس روک لیا تھا اور اب اس کے جسم کا کوئی حصہ پانی سے باہر نہ تھا۔ عمران کے عملی طور پر پانی میں ڈوبتے ہی باتھ روم میں موجود مکھیوں کی تعداد تیزی سے کم ہوتی چلی گئی۔ لیکن اس کے باوجود بے شمار مکھیاں ابھی تک باتھ روم اور ملحقہ کمرے میں گردش کر رہی تھیں۔

اور چند لمحوں بعد پانی کے اندر اس کے کانوں میں چیخنے کی مدھم آوازیں سنائی دیں۔ اور عمران چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے اپنا سر پانی سے باہر نکالا۔ اور اس کے کانوں میں سلیمان کی دردناک چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ادھر جیسے ہی عمران نے پانی سے سر باہر نکالا۔ باتھ روم میں گردش کرنے والی مکھیاں اس پر جھپٹ پڑیں اور عمران نے تیزی سے ایک بار پھر سر اندر کر لیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے پانی سے باہر نکلا اور شاور کے نیچے آ گیا۔ اب سلیمان کی مسلسل چیخوں میں کمی آتی جا رہی تھی یوں لگتا تھا کہ سلیمان آہستہ آہستہ دم توڑتا جا رہا ہے۔

عمران جنونیوں کے انداز میں شاور سے نکل کر کمرے کی طرف

بھاگا۔ اور مکھیاں ایک بار پھر سینکڑوں کی تعداد میں اس کے جسم سے چمٹ گئیں لیکن عمران دانت بھینچے ہوئے بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے سے نکل کر راہداری میں بھاگتا ہوا سلیمان کے کمرے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پورا فلیٹ مکھیوں سے بھرا ہوا تھا۔ لاکھوں کی تعداد میں مکھیاں اس کے جسم سے چمٹ گئی تھیں اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چند لمحوں میں اس کے جسم سے گوشت غائب ہو جائے گا۔ مگر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا پوری قوت سے سلیمان کے کمرے کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ سلیمان چونکہ دروازہ بند کر کے سونے کا عادی نہ تھا اس لئے دروازہ کھلا ہوا تھا اور پھر اس نے دیکھا کہ سلیمان کمرے کے فرش پر تڑپ رہا ہے اور اس کے پورے جسم کو زرد رنگ کی مکھیوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ عمران نے پھرتی سے آگے بڑھ کر سلیمان کی ٹانگ پکڑ لی اور پھر اسے انتہائی تیزی سے فرش پر گھسیٹتا ہوا واپس راہداری میں آیا۔ اب اس کے لئے آنکھیں کھولنا ناممکن ہوتا جا رہا تھا۔ قاتل مکھیوں کا زور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ مگر عمران سلیمان کو گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے تک لے ہی آیا۔ اور پھر اسے باتھ روم تک پہنچنے کے لئے ذہنی طور پر بے پناہ جدوجہد کرنا پڑی اس کا دماغ بار بار تاریک ہو جاتا اور وہ لڑکھڑا کر گرنے لگتا لیکن وہ سنبھل جاتا اور پھر وہ کسی نہ کسی طرح سلیمان کو گھسیٹتا ہوا شاور کے نیچے پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ شاور کے نیچے آتے ہی مکھیوں نے ان دونوں کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ مکھیاں ان دونوں کے جسموں سے غائب ہوتی چلی گئیں۔ شاور کے نیچے پہنچتے ہی عمران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے اختیار فرش پر ڈھیر ہوگیا۔ اس کی قوت ارادی اب تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ اور کسی بھی لمحے وہ بے ہوش ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ بار بار اپنا سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالتا کیونکہ اُسے علم تھا کہ بے ہوش ہونے کے بعد ان کے جسموں کا جو حصّہ پانی سے باہر نکلا وہاں سے گوشت غائب ہو جائے گا۔

اب مکھیاں باتھ روم میں گردش کر رہی تھیں لیکن ان کے جسم شاور کے نیچے آنے کی وجہ سے ان کی یورش سے بچے ہوئے تھے۔ مسلسل پانی پڑنے کی وجہ سے سلیمان ہوش میں تو آگیا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں دہشت سے کھلی ہوئی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے اُسے سکتہ ہوگیا ہو۔ اس کے پورے چہرے اور ہاتھوں کا گوشت جگہ جگہ سے نچا ہوا تھا۔ اور چہرہ سوج کر کپا ہوگیا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس کا اپنا حشر بھی یہی ہوگا لیکن وہ بے بس تھا پانی کے نیچے سے نکل نہ سکتا تھا۔ اور مکھیاں مسلسل گردش کر رہی تھیں۔ اب وہ ٹب میں بھی غوطہ نہ لگا سکتا تھا کیونکہ سلیمان کا سر پانی میں ڈبونے کا مطلب اُسے واقعی ہی ڈبونا تھا۔ اس لئے وہ مجبوراً شاور کے نیچے ہی بیٹھا رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اُسے فلیٹ کے باہر سے سیٹی کی سی آواز سنائی دی۔ ایسی سیٹی جیسے بے شمار جھینگر مل کر سیٹیاں بجا رہے ہوں۔ اس سیٹی کی آواز گونجتے ہی مکھیاں تیزی سے غائب ہونی شروع ہو گئیں۔ آہستہ آہستہ باتھ روم مکھیوں سے خالی ہوتا چلا گیا۔ اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اب مکھیوں کی زوں زوں کی آوازیں کم ہوتے ہوتے غائب ہوگئی تھیں۔ اور عمران شاور کے نیچے

سے نکل کر دوڑتا ہوا کمرے میں آیا۔ وہ کمرہ بھی مکھیوں سے خالی تھا۔ اُسی لمحے اُسے باہر سڑک پر کسی کار کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے کھڑکی سے جا لگا۔ اور پھر اُسے ایک کار مڑ کر شمال کی طرف جاتی دکھائی دی۔ اور عمران کی نظریں کار کی ڈگی پر جم گئیں۔ اس نے کار کی ڈگی کے اوپر زرد رنگ کی چند مکھیوں کو بھی منڈلاتے ہوئے دیکھ لیا۔ جب کار اس کی نظر سے اوجھل ہوگئی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے اپنے کپڑے تیزی سے اتارے۔ اب صرف اس کے جسم پر ایک نیکر رہ گیا تھا۔ اس کا سارا جسم مکھیوں کی یورش کی وجہ سے زخمی ہو چکا تھا۔ پھر وہ باتھ روم میں گیا۔ اس نے شاور بند کیا اور سلیمان کو اٹھا کر بیڈ روم میں لے آیا۔ اور اس کے کپڑے تیزی سے اتارنے شروع کر دیئے۔

"م ـــ عمران صاحب میں مر رہا ہوں" ـــ سلیمان نے پہلی بار مدھم سی سسکی لیتے ہوئے کہا۔

"ہمت سے کام لو سلیمان ابھی تم ٹھیک ہو جاؤ گے" ـــ عمران نے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا اپنے مخصوص کمرے کی طرف گیا جہاں ایک الماری کھول کر اس نے ایک بڑی سی شیشی نکالی اور پھر دوبارہ بیڈ روم میں آگیا۔ اُس نے شیشی کھولی اور پھر اس میں موجود سفید رنگ کا مرہم ہاتھوں پر مل کر اُس نے تیزی سے سلیمان کے چہرے اور ہاتھوں پر ملنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے اسے ایک خیال آگیا۔

"یہ مرہم اپنے جسم پر ملو سلیمان جلدی" ـــ عمران نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیشی سلیمان کو تھمائی اور پھر جھپٹ کر اس نے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے ایکسچینج کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے وہ انچارج آپریٹر کو کال کر رہا تھا۔

"ہیلو انچارج آپریٹر" ـــــ فوراً ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے آپریٹر یکدم مؤدب ہو گیا۔

"فون نمبر ون زیرو ون ٹو تھری پر ابھی تھوڑی دیر بعد کال آئے گی۔ اس نمبر پر سے ریسیور نہ اٹھایا جائے گا۔ تم نے صرف یہ چیک کرنا ہے کہ وہ کال کون سے نمبر سے کی جا رہی ہے اور پھر سپیشل نمبر فائیو زیرو پر اطلاع کرنی ہے سمجھے" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

سلیمان اب تیزی سے اپنے پورے جسم پر مرہم کی مالش کرنے میں مصروف تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک عود کر آئی تھی۔ عمران نے بھی شیشی سے مرہم نکالا اور پھر اپنے جسم اور چہرے پر تیزی سے اس کی مالش کرنی شروع کر دی۔ جہاں جہاں وہ مرہم لگتا وہاں بھڑکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہوتی جاتی اور سکون

ہونے لگتا۔ اب سلیمان اور عمران دونوں مسلسل اپنے جسموں پر مرہم کی مالش میں مصروف تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ دوبارہ زندہ ہو گئے ہوں۔

اسی لمحے پاس پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور عمران کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ لیکن اس نے ریسیور کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ گھنٹی کافی دیر تک مسلسل بجتی رہی۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"اور چھیڑو سعادت یار خاں کی لڑکی کو" ـــــ عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس بار اس کا لہجہ پہلے جیسے تھا۔

"سعادت یار خاں کی لڑکی" ـــــ سلیمان نے سوچی ہوئی آواز میں ٹپٹپاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے سعادت یار خاں نے بارہ بجے فون کیا تھا کہ آپ کا باورچی سلیمان ان کی لڑکی کو چھیڑتا ہے" ـــــ عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں سعادت یار خان اور اس کی لڑکی پر" سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب بھیجتے ہو۔ جب اس نے مکھیاں واپس بلا لیں ورنہ تمہارے جسم کا ڈھانچہ کسی میڈیکل کالج کے شوکیس میں سجا ہوا ہوتا اور طالب علم دیکھ کر کہتے کہ کیسی ڈھیٹ ہڈیاں ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیسے ہی وہ وہاں پہنچا مخصوص فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ا
نے خفیہ دراز سے فون نکال کر اس کا ریسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب میں انچارج آپریٹر ٹیلی فون بول رہا ہوں۔ نمبر ون نا
ون ٹو تھری پر ابھی ابھی کال پبلک بوتھ نمبر بارہ پر سے کی گئی
اور یہ پبلک بوتھ ہوٹل فورسٹار کی گیلری میں نصب ہے" ———
آپریٹر نے کہا۔

"تھینک یو ——— اور سنو اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔ اب
کچھ بھول جاؤ" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب آپ بے فکر رہیں" ——— آپریٹر
گھگھیاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اور پھر تیزی سے دانش منزل کے نمبر گھمانے شروع کر د
چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے ریسیور ا
لیا گیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ لہ
آواز سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ بلیک زیرو گہری نیند سے ا
ہے۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب ——— خیریت اس وقت" ———
دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں حیرت

ظہار کرتے ہوئے کہا۔

"خیریت نام کی کوئی چیز بھلا ہمارے پاس رہ سکتی ہے۔ بس
ت تھی کہ میں اور سلیمان بچ گئے ورنہ تمہیں میرے لئے جنت
اور سلیمان کے لئے جہنم میں کال بک کرانی پڑتی۔ بہرحال تفصیل
میں بتاؤں گا۔ تم ایسا کرو کہ کار لے کر فوراً میرے فلیٹ کے
ب ڈور پر آجاؤ" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر
واپس بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ سلیمان کو کچھ
نے کے لئے کہے۔

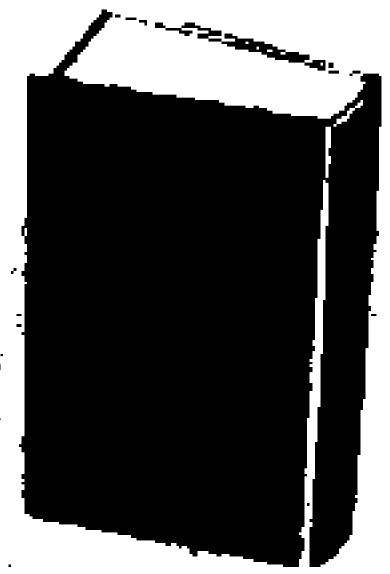

صفدر اور شکیل دونوں چرواہوں کے روپ میں بھیڑوں
یک بڑا سا گلہ ہنکاتے ہوئے پہاڑی سے نیچے اترے چلے جا رہے تھے۔
کے ہاتھوں میں بڑی بڑی لاٹھیاں تھیں۔ میلے سے رنگ کے کپڑے
سر پر رومال باندھے وہ بھیڑوں کو اس طرح ہنکار رہے تھے کہ
یں دیکھ کر کوئی شخص یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ سیکرٹ سروس
ممبر ہو سکتے ہیں۔ مقامی لہجے میں باتیں کرتے وہ بھیڑوں کو اس
رح ہنکاتے چلے جا رہے تھے۔ جیسے آباؤ اجداد سے یہی کام کرتے
آرہے ہوں۔ خفیہ لیبارٹری انہی پہاڑیوں کے اندر بنائی گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ اور اس لیبارٹری کے قیام میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا کہ چالاک سے چالاک جاسوس بھی ان پہاڑیوں میں گھومتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بھی یہ محسوس نہ کر سکے کہ یہاں لیبارٹری قسم کی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ لیبارٹری کو زیرِ زمین اس انداز سے تعمیر کیا گیا تھا کہ اندر بھاری مشینوں کے چلنے کی آواز تو ایک طرف رہی ہلکی سی لرزش تک محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور سے اس طرح بم پروف بنایا گیا تھا کہ اگر ان پہاڑیوں کو ایٹم بموں سے بھی اڑا دیا جاتا تب بھی لیبارٹری میں ان کا دھماکہ تک سنائی نہ دیتا۔ لیبارٹری اتنی وسیع و عریض تھی کہ پانچ پہاڑیوں کے نیچے تک چلی گئی تھی اور اس لیبارٹری میں کام کرنے والوں کے لئے لیبارٹری کے اندر ہی رہائش گاہیں بنائی گئی تھیں۔ صرف خاص آدمی ہی لیبارٹری سے باہر آ سکتے تھے اندر جا سکتے تھے۔ ان کے لئے بھی ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ وہ جب باہر آتے تو کسی طور بھی یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ یہ شخص کسی طرح کسی لیبارٹری سے متعلق ہو سکتا ہے۔

لیبارٹری کی مکمل حفاظت کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن یہ انتظام روایتی نہیں تھا۔ نہ ہی کہیں خاردار تار نظر آتی تھی اور نہ ہی نگرانی کرنے والی چوکیاں۔ نہ ہی باوردی پہرے دار نظر آتے تھے۔ پہاڑیاں سرسبز تھیں اور جگہ جگہ لکڑی کے بنے ہوئے عام سے مکان بکھرے ہوئے نظر آتے تھے۔ جن میں یا تو چرواہے رہتے تھے یا پھر عام سے مزدور پیشہ شخص، وہاں آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور نہ ہی کسی جگہ کو آنے جانے کے لئے ممنوع بنایا گیا تھا۔ وہاں

گھومتا پھرتا شخص کسی طور پر بھی یہ محسوس نہ کر سکتا تھا کہ یہاں کچھ مخصوص انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اب یہ دوسری بات تھی کہ ان مکانوں میں رہنے والے چرواہے اور مزدور سب حفاظتی فوج سے متعلق تھے۔ ملٹری سیکرٹ سروس کے آدمی۔ جن کی تیز نظریں ہر شخص کا ایک نظر میں یوں جائزہ لے لیتی تھیں کہ اس کے دماغ میں ابھرنے والے تصور تک کو جان لیتی تھیں انہیں انتہائی اعلیٰ تربیت دی گئی تھی۔ اور جب سے ایک یہودی ملک نے ایک ملک کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کیا تھا اور پاکیشیا کے ایٹمی ری ایکٹر کی تباہی کی دھمکی دی تھی۔ حکومت نے ملٹری سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ایکسٹو اور اس کی سیکرٹ سروس کی خدمات بھی حاصل کر لی تھیں۔ لیبارٹری میں کام انتہائی زور و شور سے جاری تھا اور کسی بھی وقت محب الوطن سائنسدان اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے کام آگے بڑھتا جا رہا تھا ویسے ویسے خطرہ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اور ایک بار ایک آدمی کی ذرا سی غفلت سے اس جگہ کا نام بھی بین الاقوامی اخبارات میں آ گیا تھا۔ دراصل ایک غیر ملکی پریس رپورٹر یوں ہی گھومتا پھرتا وہاں آ نکلا تھا۔ اور حفاظت پر متعین مزدور کے روپ میں ایک شخص اس سے الجھ پڑا۔ اور نہ صرف الجھ پڑا بلکہ اس نے اُسے اپنے مکان میں لا کر قید کر دیا۔ اور پھر اس پریس رپورٹر کو اس مکان سے ایک ایسی دستاویز مل گئی جس سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ یہاں پہاڑیوں کے نیچے کوئی خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ لیبارٹری کے اعلیٰ حکام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اطلاع ملتے ہی اس غیر ملکی رپورٹر کو وہاں سے نجات دلا دی تھی اور حتی الوسع یہ کوشش کی تھی کہ وہ رپورٹر یہاں سے مشکوک ہو کر نہ جائے لیکن اب انہیں کیا معلوم کہ وہ چالاک رپورٹر بہر حال ایک یقینی شے کو اپنے دل میں جمائے جا رہا تھا ۔ چنانچہ وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ کچھ دنوں بعد غیر ملکی اخبارات میں ان پہاڑیوں کا ذکر آگیا اور پھر اس پر خوب حاشیہ آرائی کی گئی۔ حتیٰ کہ کچھ منچلوں نے صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ان پہاڑیوں کے نقشے تک اخبارات میں چھپوا دیئے۔ پاکیشیا کی حکومت نے سرکاری طور پر اس کی پر زور تردید کی اور وہ تردید میں اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے غیر ملکی سائنسدانوں کو کھلی دعوت دے ڈالی کہ وہ یہاں آکر جیسی تحقیقات چاہیں کر کے دیکھ لیں ۔ حکومت خود اس تحقیقات میں ان کی امداد کرے گی ۔ لیکن لوگوں کو تو بس خبر ہی چاہیئے تھی تحقیقات کون کرتا پھرتا ہے ۔ چنانچہ وہی ہوا ۔ تحقیقات کے لئے تو وہاں کوئی نہ آیا ۔ اور آہستہ آہستہ یہ خبر بھی پس منظر میں چلی گئی ۔ البتہ اس کا اثر یہ ضرور ہوا کہ حفاظتی افراد کی مزید چھان بین کی گئی اور ایسے افراد وہاں تعینات کئے گئے جو آئندہ ایسی غلطی نہ کریں ۔

لیکن اخبارات سے یہ خبر غائب ہو کر دشمن ملکوں کی سیکرٹ سروس کی فائلوں میں پہنچ گئی ۔ اور یہ خبر تھی جس نے جیوش لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ سروس میں ایک فائل کھلوا دی ۔ جیوش لینڈ وہی ملک تھا جس نے ایک عرب ملک کا ایٹمی ری ایکٹرا پنے مخصوص

جاسوس طیاروں کی مدد سے تباہ کر دیا تھا۔ لیکن پاکیشیا میں اس کے طیارے کام نہ آسکتے تھے۔ پاکیشیا کا دفاعی نظام کچھ ایسا تھا کہ ایسے طیارے ایک لمحے میں چیک کر لیئے جاتے ۔ اور پھر ان کا بچنا محال تھا ۔ اس لئے جیوش لینڈ کی اعلیٰ سطحی کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا کی اس لیبارٹری کو اڑانے کے لئے طیاروں کی بجائے جاسوسوں کی ٹیم بھیجی جائے اور پھر طویل بحث مباحثے کے بعد قرعہ فال ریڈ میڈوسا کے نام نکلا اور اعلیٰ سطحی کانفرنس کے تمام ممبر ریڈ میڈوسا پر متفق ہو گئے ۔ کیونکہ ریڈ میڈوسا ایک ایسی تنظیم تھی جس کی ناکامی کا کسی کو ایک فی صد بھی امکان نہ تھا۔ چنانچہ ٹاپ سیکرٹ سروس کے سربراہ کرنل زیڈ کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ ریڈ میڈوسا کو اس مشن پر تعینات کرے۔ اور پھر مادام فیونا نے اس کیس کو چیلنج کے طور پر قبول کر لیا تھا۔ کرنل زیڈ نے البتہ اُسے مقامی سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور خصوصاً علی عمران کے متعلق ہر بات سے آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن مادام فیونا کو کرنل زیڈ کی ایک بات پر بھی یقین نہ آیا تھا۔ اس نے ایسے ایسے سپر جاسوسوں سے مقابلے کیئے تھے کہ اس کی نظروں میں اس پس ماندہ ملک کی سیکرٹ سروس اور یہاں کا ایک احمق شخص بھلا کیسے کوئی جگہ پا سکتا تھا ۔

چنانچہ وہی ہوا۔ اس نے یہاں پہنچتے ہی علی عمران پر اپنا پہلا خوفناک وار استعمال کر دیا۔ اور اُسے یقین تھا کہ آدم خور قاتل مکھیوں سے بچ نکلنا کسی آدمی کے بس کی بات نہیں۔ ادھر اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر فائیو کو رپورٹ کے مطابق اس لیبارٹری کا جائزہ لینے کا حکم دے دیا تھا۔ نمبر فائیو ایسے کاموں میں مہارت کا درجہ رکھتا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ اُسے جو رپورٹ ملے گی وہ اتنی جامع اور مکمل ہو گی کہ اس کی مدد سے وہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا کوئی مؤثر منصوبہ تیار کرے گی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل چرواہوں کے روپ میں لاٹھیاں اٹھائے بھیڑوں کو ہنکاتے پہاڑی سے نیچے اترتے چلے جا رہے تھے۔ بظاہر یہ عام سے چرواہے نظر آتے تھے۔ لیکن اب دیکھنے والے کو کیا معلوم کہ وہ دراصل کیا ہیں۔ سیکرٹ سروس والوں نے اپنے کام اس طرح بانٹ لئے تھے۔ وہ ان پہاڑیوں میں چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اور انہوں نے مخصوص علاقے بانٹ لئے تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس سائیڈ پر تھے جہاں سے مین روڈ گزرتی تھی۔ جب کہ تنویر نے پہاڑیوں کی پشت کی طرف ایک چٹان پر مست درویش کے طور پر ڈیرہ لگایا ہوا تھا۔ نعمانی اور چوہان پہاڑی مزدوروں کے روپ میں شمال اور جنوب کی طرف رہتے تھے۔ وہ لکڑیاں کاٹتے۔ جڑی بوٹیاں اکھاڑتے اور جو بھی مزدوری مل جاتی کر لیتے صدیقی نے پہاڑی کے درمیان میں ایک چھوٹی سی کریانے کی دکان کھول رکھی تھی۔ جہاں سے اردگرد کے دیہات کے لوگ اپنا روزمرہ کا سامان خریدتے۔ اس طرح ان سب نے حفاظت کا ایک ایسا جال پھیلا رکھا تھا۔ جو بظاہر نظر نہ آتا تھا۔ لیکن ان کا آپس میں ہر وقت رابطہ رہتا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی لاٹھیوں میں

ٹرانسمیٹروں کے علاوہ خفیہ مشین گنیں نصب تھیں۔ جوتوں کے تلوں میں خوفناک بم تھے۔ اور اس طرح کا سائنسی سامان غیر اہم انداز میں ہر شخص کے پاس تھا۔ اور وہ سب بڑے محتاط انداز میں وہاں سے گزرنے یا آنے جانے والوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔ ان کی نگرانی کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ وہاں آنے والے کسی شخص سے بھی کوئی تعرض نہ کرتے۔ اُسے وہاں سے گزرنے یا گھومنے پھرنے دیتے۔ لیکن وہ شخص کسی نہ کسی کی نظروں میں ضرور رہتا تھا اور پھر وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو اس کے متعلق آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ملٹری سیکرٹ سروس کے ایجنٹ شہر میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ جب بھی کوئی شخص وہاں گھوم پھر کر واپس جاتا۔ یہ ایجنٹ اس کا پیچھا کرتے اور پھر اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ تیار کرتے۔ اس رپورٹ پر فیصلہ ہوتا کہ آیا یہ شخص کسی بھی صورت میں خطرناک ہو سکتا ہے یا عام آدمی ہے۔ اگر وہ شخص کسی بھی صورت میں خطرناک ثابت ہو سکتا تو پھر اُسے اغوا کر کے ملٹری سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں لے جایا جاتا وہاں جدید مشینوں کے ذریعے اس کے ذہن کو کھنگالا جاتا اور معلومات حاصل کی جاتیں۔ اور ان معلومات کی روشنی میں مزید تحقیقات کی جاتیں۔ اور اس آدمی کو مخصوص انجکشن لگا کر نیم پاگل بنا دیا جاتا تاکہ وہ کسی اور کو معلومات مہیا کرنے کے قابل نہ رہے۔

مگر جب سے سیکرٹ سروس والوں نے حفاظتی انتظامات کا چارج سنبھالا تھا ایسا کوئی مشکوک آدمی سامنے نہ آیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہر شخص محتاط رہتا۔ رات کے وقت بلیک لائٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیمروں کی مدد سے جو اس پہاڑی میں مخصوص جگہوں پر فٹ کئے گئے تھے۔ ارد گرد کے پورے ماحول کی نگرانی کی جاتی تھی۔ ان مخصوص کیمروں کی مدد سے رات کے وقت ایک پتھر بھی اڑتا تو وہ بھی آپریشن روم جو کہ صدیقی کی دکان کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے میں بنا ہوا تھا۔ اسکرین پر صاف نظر آتا تھا۔

ان پہاڑیوں کی خوب صورتی اور سرسبزی اکثر لوگوں کو پکنک منانے کے لئے یہاں آنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ اس کے علاوہ کئی جوڑے بھی یہاں آن نکلتے تھے۔ اور یہ لوگ ان سے قطعاً تعرض نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ تاکہ یہ جگہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو جائے۔ البتہ حفاظتی اقدامات کے تحت ان کی مکمل نگرانی ضرور کی جاتی تھی۔

"یار آخر کب تک ہم لوگ چرواہے بنے بھیڑیں چراتے رہیں گے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس وقت وہ دونوں بھیڑوں کو آزاد چھوڑ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے پڑے ہوئے بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئے تھے۔

"جب تک لیبارٹری مشن مکمل نہیں ہو جاتا"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے میں تو اس کاہلی کی ڈیوٹی سے تنگ آگیا ہوں۔ میرا خیال ہے ایکسٹو نے ہمیں خواہ مخواہ یہاں باندھ رکھا ہے۔ ملٹری سیکرٹ سروس والے ہی یہاں کافی ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بیزار سے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ ان کے سامنے میدان کے پار گزرتی ہوئی سڑک پر سے ایک سیاہ رنگ کی کار آہستہ ہو کر رک گئی۔ اور وہ دونوں خاموش ہو کر اس کار کی طرف دیکھنے لگے۔ کار کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت سی لڑکی باہر آگئی۔ اس نے جدید وضع قطع کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر بڑے بڑے شیشوں والی گاگلز پہن رکھی تھی۔ پچھلی نشست سے ایک قوی ہیکل سا نوجوان باہر آیا۔ اور پھر اس نے ڈگی کھول کر اس میں سے ایک بڑا سا بیگ نکالا۔ لڑکی چند لمحوں تک بغور پہاڑیوں کا جائزہ لیتی رہی پھر اس نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کچھ کہا اور دوسرے لمحے وہ دونوں گھاس کے میدان میں داخل ہو گئے۔ لڑکی آگے آگے تھی جب کہ وہ قوی ہیکل نوجوان ہاتھ میں بیگ سنبھالے اس کے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس طرف ہی بڑھتے چلے آ رہے تھے جدھر صفدر اور شکیل چرواہوں کے روپ میں پتھروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

قریب آنے پر لڑکی تو ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ جب کہ وہ نوجوان آگے بڑھ آیا۔ یہ دونوں بھی انہیں قریب آتا دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"یہ علاقہ کیا کہلاتا ہے"۔۔۔۔ اس نوجوان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ان پہاڑیوں کو کلر کارپ کہتے ہیں۔ بڑا خوب صورت علاقہ ہے"۔۔۔۔ صفدر نے ٹھیٹھ مقامی لہجے میں جواب دیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے کہا۔

"مس صاحبہ یہاں تصویریں بنانا چاہتی ہیں۔ کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا" ـــــ نوجوان نے پوچھا۔

"جی تصویریں ـــــ جی ضرور بنائیں۔ ہماری تصویریں بنائیں گی مس صاحبہ" ـــــ کیپٹن شکیل نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا اور لڑکی نے غور سے کیپٹن شکیل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیمرے والی تصویریں نہیں بلکہ کاغذ پر تصویریں بناتی ہیں ہماری مس صاحبہ" ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جی کاغذ پر بنائیں۔ یا لوہے پر۔ میری تصویر بہت اچھی آئے گی۔ پچھلے سال بھی ایک مس صاحبہ نے میری تصویر بنائی تھی انہوں نے مجھے پچاس روپے دیئے تھے۔ ایمان سے سچ کہہ رہا ہوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ہم تمہاری نہیں ان پہاڑیوں کی تصویریں بنائیں گے" ـــــ لڑکی نے پہلی بار کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غرور تھا۔

"جی ہم سے کیا پوچھنا یہ پہاڑیاں ہماری ملکیت تو نہیں۔ ہم تو غریب چرواہے ہیں آپ شوق سے تصویریں بنائیں" ـــــ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر لاٹھی اٹھا کر ایک بھیڑ کے پیچھے بھاگ پڑا۔ جو گلے سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی پر چڑھنے لگی تھی۔

"آؤ جانی ہم نے ایک لوکیشن سلیکٹ کر لی ہے وہاں ایزل لگاؤ" ـــــ لڑکی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر ایک پہاڑی

کے اوپر سائبان کی طرف نکلی ہوئی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر مس صاحبہ" ـــــ جانی نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کیپٹن شکیل اور صفدر وہیں کھڑے رہے۔ جب وہ دونوں کافی دور نکل گئے۔ تو صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے یہ دونوں مشکوک معلوم ہو رہے ہیں" ـــــ صفدر کے لہجے میں ہلکی سی بے چینی تھی۔

"وہ کس طرح" ـــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ نوجوان مجھے غیر ملکی لگتا ہے۔ اس نے مقامی میک اپ کیا ہوا ہے۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ غیر ملکی ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ لڑکی تو یہاں کی ہے۔ اس کا لہجہ خالصتاً مشرقی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہاں لڑکی تو واقعی یہاں کی ہے۔ لیکن یہ نوجوان بہرحال تم سب کو مطلع کر دو کہ ان پر کڑی نظریں رکھیں" ـــــ صفدر نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی پر آہستگی سے مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا اور پھر اس پر لپٹی ہوئی تاروں کے ایک گچھے کی درمیانی تار کو دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی زوں کی آوازیں لاٹھی کے سرے سے نکلنے لگیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نمبر تھرٹین سپیکنگ" ——— کیپٹن شکیل نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی ایک لڑکی اور ایک نوجوان تصویریں بنانے کے لئے پہاڑیوں میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ شاید شمالی پہاڑی کی سائبانی چٹان کے نیچے ٹھہریں گے۔ ان پر کڑی نظر رکھی جائے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"او۔ کے ——— میں سب کو الرٹ کر دیتا ہوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے تار پر لگی ہوئی انگلی اٹھالی اور زوں زوں کی آوازیں یک لخت بند ہو گئیں۔

اب انہیں اطمینان تھا کہ یہ دونوں ان سب کی نظروں سے نہیں بچ سکتے۔ اس وقت انہوں نے نوجوان کو بیگ سے پلاسٹک کا بنا ہوا ایزل نکال کر اس سائبانی چٹان کے نیچے فٹ کرتے ہوئے دیکھا۔ لڑکی اس طرح آس پاس کا جائزہ لے رہی تھی جیسے تصویر بنانے کے لئے کسی خوب صورت لوکیشن کا جائزہ لے رہی ہو۔

جب ایزل فٹ ہو گیا تو نوجوان نے اس پر ایک بڑا سا تختہ فٹ کر دیا جس پر سفید رنگ کا کاغذ لگا ہوا تھا۔ اور ایزل کے ساتھ لگے ہوئے شیڈ پر مصوری کا سامان ترتیب سے رکھنے لگا۔ لیکن پھر لڑکی نے اس سے مڑ کر کچھ کہا۔ اور اس نے سامان سمیٹنا شروع کر دیا اور وہ دونوں اس پہاڑی سے اتر کر ایک اور پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ وہاں لڑکی نے ایک جگہ پر اشارہ کیا اور نوجوان نے وہاں ایزل فٹ کرنا شروع کر دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بدستور بھیڑیں

چرانے میں مصروف تھے۔ لیکن ان کی نظریں ان کی حرکات پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

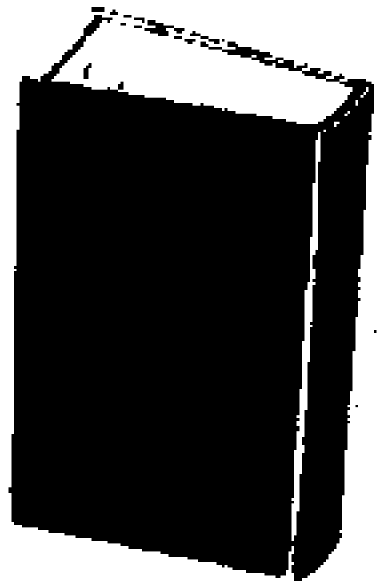

مادام فیونا گہری نیند سوئی ہوئی تھی کہ سرہانے رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی کرخت آواز میں بجنے لگی۔ اور مادام نے کروٹ بدلی اور پھر آنکھیں کھول دیں۔ گھنٹی وقفے وقفے سے مسلسل شور مچا رہی تھی۔ مادام کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کا پرتو نمایاں ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مادام فیونا سپیکنگ" ——— مادام کا لہجہ نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔

"اوہ سوری رانگ نمبر" ——— دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ اور مادام نے جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اچھل کر بستر سے نیچے اتر آئی۔ اس کے پرشباب بدن پر ریشمی نائٹی یوں پھسل رہی تھی کہ اگر اس عالم میں اسے کوئی زاہد سو سالہ بھی دیکھ لیتا تو یقیناً اپنا تمام زہد ایک نظر دیکھنے پر قربان کر دینے پر تیار ہو جاتا۔

مادام بستر سے اٹھ کر تیزی سے قریب رکھے ہوئے بیگ کی طرف بڑھی اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے وہی چپٹا سا باکس نکالا۔ اور ٹوائلٹ میں گھستی چلی گئی۔ اس نے شاور کھول دیا اور پھر باکس سے راڈ کھینچ کر اُسے تیسری منزل تک باہر نکال لیا اور اس کے ساتھ ہی باکس میں سے زاں زاں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"نمبر تھری سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے وہی آواز گونجی جس نے ٹیلی فون پر رانگ نمبر کہہ کر معذرت کی تھی۔

"ریڈمیڈ وسا" ——— مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مادام میں نے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے۔ فلیٹ میں اس وقت عمران اور اس کے [illegible] ڈھانچے پڑے ہوں گے" ——— نمبر تھری نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ" ——— مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مادام میں نے بارہ بجے میں سے چند لمحے پہلے علی عمران کو ٹیلی فون کیا اور اُسے بتایا کہ میں اس کا ہمسایہ سعادت یار خان بول رہا ہوں۔ اور میں نے بتایا کہ اس کا باورچی میری لڑکی کو چھیڑتا ہے۔ اس پر عمران نے بڑی معذرت کی۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ فلیٹ میں موجود ہے" نمبر تھری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کو کال پر شک تو نہیں ہوا" ——— مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام میں نے گفتگو ہی ایسی کی تھی کہ اُسے شک پڑ ہی نہ سکتا تھا" ——— نمبر تھری نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"پھر کیا ہوا" ——— مادام نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کے بعد مادام میں قاتل کھمیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اس کے فلیٹ کے سامنے کار روک کر میں نے کھمیوں کو آزاد کیا اور مخصوص سیٹی کی مدد سے انہیں عمران کے فلیٹ میں بھیج دیا۔ چند لمحوں بعد فلیٹ سے ہلکی ہلکی چیخوں اور بھاگ دوڑ کی آوازیں آتی رہیں۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب مکمل خاموشی طاری ہو گئی تو میں نے کھمیوں کو واپس بلایا اور انہیں لے کر اپنے پوائنٹ پر آ گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے کھمیوں کو پیرا فاسن لائٹ سے گزارا تو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے انسانی گوشت کھایا ہے۔ چنانچہ میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ دونوں اب ڈھانچوں کی صورت میں فلیٹ میں پڑے ہوں گے" ——— نمبر تھری نے جواب دیا۔

"تم نے فون کر کے انہیں چیک کر لیتا تھا اگر وہاں سے کوئی فون اٹھاتا تو پتہ چل جاتا" ——— مادام نے کہا۔

"میں نے چیک کیا تھا۔ لیکن کافی دیر تک گھنٹی بجنے کے باوجود وہاں سے ریسیور کسی نے نہیں اٹھایا" ——— نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے میں خود چیک کر لوں گی کہ کیا ہمارا مشن کامیاب ہوا ہے یا نہیں" ——— مادام نے کہا اور پھر راڈ کو تہہ کر کے واپس باکس میں غائب کر دیا۔ ٹوائلٹ سے باہر نکل کر اس نے ڈبہ دوبارہ بیگ کے خفیہ خانے میں ڈالا اور پھر کلائی کی گھڑی دیکھی۔ صبح ہونے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اس لئے اس نے دوبارہ سونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور الماری سے لباس نکال کر دوبارہ ٹوائلٹ میں گھس گئی۔ وہ دل ہی دل میں کرنل زیڈ کا تصور کر کے مسکرا رہی تھی۔ کہ جب کرنل زیڈ کو معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگا کہ اس نے جس پاگل کی اتنی تعریفیں کی تھیں وہ پہلے ہی حملے میں ختم ہو گیا تو کرنل زیڈ کی شکل دیکھنے والی ہوگی وہ کتنا شرمندہ ہوگا بس اسی بات کا تصور کر کے وہ دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی۔ غسل کر کے لباس بدل کر مادام فیونا نے بال سیٹ کیئے اور پھر ہلکا سا میک اپ کر کے وہ ٹوائلٹ سے باہر آ گئی۔ اس نے فون اٹھا کر کچن منیجر سے ناشتہ بھیجنے کے لئے کہا۔ وہ ناشتہ کر کے عمران کے فلیٹ پر جانا چاہتی تھی۔ تاکہ خود اپنی آنکھوں سے اس کا ڈھانچہ دیکھ لے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ ہوٹل سے باہر آئی اور پھر ٹیکسی پکڑ کر وہ سیدھی کنگ روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب ٹیکسی کنگ روڈ پر پہنچی تو اس نے ایک چوک پر ٹیکسی رکوائی۔ اتر کر کرایہ ادا کیا۔ اور جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ پیدل چلتی ہوئی عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر اُسے دور سے ہی فلیٹ کے باہر غیر معمولی سرگرمی سی نظر آنے لگی۔ فلیٹ کو پولیس والوں نے گھیرا ہوا تھا۔ لوگوں کا ایک ہجوم سا وہاں اکٹھا تھا۔ اور ایک ایمبولینس بھی فلیٹ کے باہر کھڑی تھی۔

مادام کا چہرہ خوشی سے کھِل اٹھا۔ وہ سمجھ گئی کہ واقعی نمبر تھری اپنے مشن میں کامیاب رہا ہے۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ ہجوم کے پاس پہنچ گئی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے" ـــــــ اس نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں سنا ہے کہ اس فلیٹ میں دو ڈھانچے ملے ہیں"

نوجوان نے جواب دیا۔

"ڈھانچے کیا مطلب" ـــــــ مادام نے چہرے پر مصنوعی حیرت طاری کرتے ہوئے کہا۔

دو آدمی یہاں رہتے تھے۔ مگر صبح جب دودھ والا آیا۔ تو دروازہ کھٹکھٹانے کے باوجود نہ کھلا۔ پھر اخبار والا آیا۔ ہمسائیوں نے پولیس کو اطلاع دی پولیس نے آکر دروازہ توڑا تو اندر بستروں پر دو انسانی ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔ گوشت کا نام ونشان تک نہ تھا" ـــــــ نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ ـــــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اچھا بھلا آدمی رات کو سوئے اور صبح اس کا گوشت غائب ہو"

مادام نے کہا۔

"یہی بات تو کسی کو سمجھ نہیں آرہی۔ وہاں کسی جدوجہد یا خون یا گوشت کے کوئی آثار تک نہیں ہیں" ـــــــ نوجوان نے ریشہ خطمی ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فخر کے آثار تھے کہ ایک غیر ملکی حسینہ اس سے باتیں کر رہی ہے۔

"ویری سیڈ ویری سیڈ" ـــــــ مادام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ کافی دور آنے کے بعد اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور اُسے ہوٹل الاسکا چلنے کے لئے کہا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا دیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد شہر کے مضافات میں بنے ہوئے خوب صورت اور وسیع وعریض ہوٹل کے کمپاؤنڈ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں جاکر ٹیکسی رک گئی۔ مادام نے نیچے اتر کر کرایہ ادا کیا اور پھر بڑے دل فریب انداز سے چلتی ہوئی وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ کاؤنٹر پر جا کر اس نے کمرہ نمبر بارہ کی چابی طلب کی اور چابی لے کر وہ سیدھی لفٹ کے ذریعے آٹھویں منزل پر جا پہنچی۔ آٹھویں منزل کے کمرہ نمبر بارہ کا تالا کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔ اور کمرے کا دروازہ اس نے بند کر دیا۔ کمرہ بے حد خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ مادام نے کمرے کی ایک الماری کھولی اور اس الماری میں رکھے ہوئے بیگ میں سے اس نے ایک چھوٹا سا کیمرہ باہر نکال لیا۔ کیمرے کی پشت کھول کر اس نے، اس میں [illegible]ٹ فلم کا رول باہر نکالا اور پھر اس کے کونے کے اندر انگلی [illegible]ال کر اسے مخصوص انداز میں دبایا دوسرے لمحے کیمرے میں سے [illegible]دن ٹون کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے [illegible]سمندر کی لہریں ساحل سے سر ٹکرا رہی ہوں۔

"ہیلو ہیلو ریڈمیڈوسا سپیکنگ اوور"______

[illegible]ام نے دھیمے لہجے میں آہستہ آہستہ کہنا شروع کر دیا۔

"یس کرنل زیڈ سپیکنگ اوور"______

[illegible]لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل زیڈ کی آواز ابھری۔

"کرنل زیڈ ایک خوشخبری سن لیجیے۔ میں نے علی عمران کا خاتمہ کر [illegible]ہے اوور"______

ریڈمیڈوسا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

[illegible]علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے کیا واقعی اوور"______

کرنل زیڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں کرنل میں اس کا گوشت سے عاری ڈھانچہ خود دیکھ کر آئی ہوں۔ آپ نے ______ اس کی تو تعریفیں کر کر کے اسے میرے ذہن میں کوئی مافوق الفطرت چیز بنا دیا تھا مگر وہ میرے پہلے ہی وار میں مارا گیا اوور"______ ریڈمیڈوسا کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"ریڈمیڈوسا ______ تم ٹاپ سیکرٹ سروس کی سب سے ذہین ایجنٹ ہو۔ اس لئے اگر تم کہہ رہی ہو تو میں یقین کیے لیتا ہوں۔ لیکن جہاں تک میں نے عمران کی نیچر اور ٹائپ کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں آ رہا۔ اور نہ آ سکتا ہے اوور"______

کرنل زیڈ کا لہجہ ابھی تک شک سے پُر تھا۔

"کرنل زیڈ اب آپ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے آپ کا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ آپ یقین کیجیے ریڈمیڈوسا کبھی تصدیق کیے بغیر بات منہ سے نہیں نکالتی اوور"______

ریڈمیڈوسا نے بر افروختہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ شاید تم میری بات پر ناراض ہو گئی ہو بہرحال میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو سمجھو تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اسی اعتماد میں رہ کر نقصان نہ اٹھا لینا۔ اپنے یقین کے باوجود ہوشیار رہنا اوور"______

کرنل زیڈ نے جواب دیا۔

"مشورے کا شکریہ ______ علی عمران کا باب تو سمجھیے ختم ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باقی رہ گیا اصل مشن تو میں نے اس کے سلسلے میں بھی پیش رفت شروع کر دی ہے۔ مجھے آج ہی اس بارے میں تفصیلی رپورٹ مل جائے گی۔ اس کے بعد اس کی تباہی کا منصوبہ بھی بناؤں گی اوور" ریڈمیڈوسا نے کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ میں تمہاری کامیاب واپسی کا منتظر رہوں گا۔ کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو میں بھجوا دوں اوور" ۔۔۔ کرنل زیڈ نے جواب دیا۔

"نہیں فی الحال کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو میں ضرور کال کروں گی ابھی تو میں نے آپ کو علی عمران والی خوشخبری سنانے کے لئے کال کی ہے اوور" ۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے جواب دیا۔

"او۔کے ۔۔۔ وش یو گڈ لک اوور" ۔۔۔ کرنل زیڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے کہا اور پھر انگلی سے کونا دبا دیا۔ کیمرے سے ہر قسم کی آواز نکلنی بند ہو گئی۔ مادام نے فلم کا رول دوبارہ اس میں ڈال کر کیمرہ بند کیا اور اسے دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ یہ کمرہ اس نے یہاں آتے ہی تحفظ ماتقدم کے طور پر لے لیا تھا۔ تاکہ کسی بھی وقت وہ یہاں خفیہ طور پر شفٹ ہو سکے۔ ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر اس نے نمبر گھمائے اور پھر چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس راجہ برادرز" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"راجہ مہاراجہ سے بات کراؤ میں پرنسز انگولا بول رہی ہوں" ریڈمیڈوسا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ پرنسز پلیز چند لمحے ہولڈ کیجئے۔ میں ابھی بات کراتی ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور ریڈمیڈوسا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

راجہ برادرز دراصل ایک آڑھتی۔ جیوش لینڈ کے چونکہ پاکیشیا کے ساتھ تعلقات نہیں تھے۔ اس لئے یہاں جیوش لینڈ کا کوئی سفارت خانہ موجود نہ تھا۔ اس لئے ایک کاروباری فرم کی آڑ میں یہاں جیوش لینڈ کے جاسوس سرگرم عمل رہتے تھے۔ اور کرنل زیڈ نے اس کی مکمل تفصیلات ریڈمیڈوسا کو بتا دی تھی اور اس کے انچارج موگان کو ریڈمیڈوسا کی آمد کے بارے میں اطلاع دے دی تھی تاکہ ریڈمیڈوسا بوقت ضرورت ان سے رابطہ قائم کر کے ہر قسم کی امداد حاصل کر سکے۔ راجہ مہاراجہ موگان کا کوڈ نام تھا۔ جبکہ انگولا پرنسز ریڈمیڈوسا کا کوڈ نام تھا۔

"یس موگان سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز فون پر گونجی۔

"پرنسز انگولا" ۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس مادام ۔۔۔ بندہ حاضر ہے حکم فرمایئے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موگان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"یہاں تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے پوچھا۔

"ہمارے اپنے آدمی تو صرف بیس ہیں۔ لیکن ہم نے یہاں کے زیر زمین سرکردہ افراد سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے۔ اور بوقت ضرورت ہم انہیں استعمال کر لیتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"او۔کے۔۔۔۔۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں"۔۔۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے پوچھا۔

"مادام یہاں کی سیکرٹ سروس کا باوجود کوشش کے پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ اتنا ہمیں معلوم ہے کہ ایک غیر ملکی لڑکی جو سوئس نژاد ہے۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کی ممبر ہے۔ اس کا نام جولیانا فٹز واٹر ہے۔ اس کا بھی بس اتفاق سے پتہ چل گیا تھا"۔۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"اس لڑکی سے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئیں"۔۔۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے پوچھا۔

"مادام ہم نے کوشش ہی نہیں کی۔ کیونکہ ہم ان کو چھیڑے بغیر اپنا کام کرتے ہیں۔ اگر ہم نے ایک بار بھی انہیں چھیڑ دیا تو پھر وہ ہمارے پیچھے لگ جائیں گے اور ایسا ہم نہیں چاہتے"۔۔۔۔۔ موگان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ وہ لڑکی کہاں رہتی ہے۔ اور اس کا حلیہ بتاؤ"۔ ریڈمیڈوسا نے پوچھا۔

"وہ عالمگیر روڈ کے فلیٹ نمبر چونتیس میں رہتی ہے۔ درمیانے

قد اور انتہائی سڈول جسم کی خوب صورت لڑکی ہے۔ سنہرے بال، نیلی آنکھیں عام طور پر نیلے رنگ کا سکرٹ پہنتی ہے۔ اس کے پاس سپورٹس کار ہے جس کا نمبر ایم زیڈ تھری ون تھری ہے"۔۔۔۔۔ موگان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر"۔۔۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"فور تھری ون ٹو زیرو"۔۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ تھینک یو"۔۔۔۔۔ ریڈمیڈوسا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ چند لمحے وہ ریسیور ہاتھوں میں تھامے بیٹھی سوچتی رہی۔ پھر اس نے انگلی ڈائل کی طرف بڑھائی لیکن پھر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ شاید اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ کچھ دیر سوچتی رہی اس کے ذہن میں ایک منصوبے کی کھچڑی پک رہی تھی۔ دراصل وہ علی عمران کے خاتمے کے بعد سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔ تاکہ اطمینان سے اپنا اصل مشن پورا کر سکے۔ لیکن اب وہ سوچ رہی تھی کہ سیکرٹ سروس کے باقی ممبروں اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا کیسے پتہ چلائے۔ کرنل زیڈ نے اسے یہ بھی بتلایا تھا کہ لیبارٹری کا پہرہ آج کل سیکرٹ سروس دے رہی ہے۔ اس لئے اسے خیال آ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ غیر ملکی لڑکی بھی وہیں موجود ہو۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ خود جولیا کے فلیٹ میں جائے اور اگر وہ مل جائے۔ تو اس پر تشدد کر کے اس سے سیکرٹ سروس کا تمام راز اگلوا لے۔ اور پھر موگان کے آدمیوں سے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرا کر اس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر

دے۔ اُسے اپنے آپ پر پورا بھروسہ تھا کہ اگر وہ جولیا سے ٹکرائی گئی تو جولیا چاہے کتنی ہی تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ کیوں نہ ہو۔ وہ اُسے ڈھب پہلے آئے گی۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا کہ جب جولیا غیر ملکی ہے تو پھر وہ جولیا کا خاتمہ کر کے اس کی جگہ لے سکتی ہے۔ اس طرح وہ سیکرٹ سروس کے حصار کو آسانی سے توڑ سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی اُسے جولیا سے مکمل معلومات چاہیئں۔

آخر کار کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس نے ایک اور فیصلہ کیا اور ایک بار پھر موگان کا نمبر گھمایا۔ اور جب کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد موگان لائن پر آ گیا۔

"میں کسی خالی کوٹھی میں جولیا کو اپنے پاس دیکھنا چاہتی ہوں۔ کیا اس کا انتظام ہو سکتا ہے؟" ——— ریڈ میڈوسا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہو تو سکتا ہے مادام کیا یہ ضروری ہے میرا خیال ہے اگر سیکرٹ سروس کو نہ چھیڑا جائے تو اچھا ہے" ———

موگان نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"تم سے جو کہا جا رہا ہے۔ وہ کرو۔ تم مجھے مشورہ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہو سمجھے" ———

ریڈ میڈوسا نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری مادام ——— آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ آپ ایسا کریں کہ گل دین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچ جائیں۔ وہاں میرے آدمی موجود ہوں گے کوڈ بھی پرنسز انگولا ہی ہو گا۔ وہ آپ کی پوری خدمت کریں گے۔ میں وہیں آپ کو اطلاع دوں گا کہ جولیا کو کس وقت وہاں پہنچایا

جا سکتا ہے۔ میں یہ کام اپنے آدمیوں کی بجائے کرائے کے آدمیوں سے کرانا چاہتا ہوں۔ تاکہ کل کو اگر سیکرٹ سروس اس کی وجہ سے حرکت میں آئے تو ہمارا کلیو نہ پا سکے" ——— موگان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جتنی جلد ممکن ہو سکے جولیا کو وہاں پہنچا دو۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ کسی کو شک نہ پڑ سکے" ———

ریڈ میڈوسا نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام ——— میں اس بات کو سمجھتا ہوں۔ جولیا براہِ راست آپ کے پاس نہ پہنچے گی۔ جو ٹیم اُسے اغوا کرے گی وہ کسی اور جگہ اسے کسی اور ٹیم کے حوالے کرے گی پھر وہ ٹیم اُسے ایک اور جگہ پر مزید دوسری ٹیم کے حوالے کرے گی اور پھر وہاں سے وہ آپ کے پاس پہنچائی جائے گی۔ اس کے باوجود ہر قسم کی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں گی" ——— موگان نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں کوٹھی پر جا رہی ہوں اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے جولیا کو میرے پاس پہنچا دو" ——— ریڈ میڈوسا نے کہا۔

"بہتر مادام" ——— موگان نے جواب دیا۔ اور ریڈ میڈوسا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ چابی نیچے کاؤنٹر پر دینے کے بعد ہوٹل سے باہر آ گئی۔ تاکہ ٹیکسی حاصل کر کے وہ گل دین کالونی پہنچ سکے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلیک زیرو نے دروازہ پر دستک دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

"ارے عمران صاحب یہ آپ کے چہرے پر کیا ہوا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ نمرود کو مچھر نے مارا تھا۔ عمران اور سلیمان کے حصے میں مکھیاں آگئی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے سلیمان کو بلایا۔ جب بلیک زیرو نے سلیمان کی حالت دیکھی تو اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

عمران اور سلیمان سیڑھیاں اتر کر کار میں بیٹھے اور بلیک زیرو نے کار آگے بڑھا دی۔ اور پھر عمران نے قاتل مکھیوں کے اس حملے کی جب تفصیلات بلیک زیرو کو بتائیں تو خوف سے بلیک زیرو کے سر کے بال کھڑے ہو گئے۔

"خدا کی پناہ عمران صاحب یہ تو بس قسمت تھی کہ آپ شاور نیچے پہنچ گئے ورنہ۔۔۔۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے ان مکھیوں کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہوا ہے۔ یہ مکھیاں وسطی افریقہ کی دلدلوں کے گرد پائی جاتی ہیں اور آدم خور مکھیوں کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ ایک مخصوص بوٹی کی خوشبو پر دیوانی ہو کر لپکتی ہیں جب کہ ایک اور بوٹی کی خوشبو سے دور بھاگتی ہیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مکھیوں کو باقاعدہ سدھایا جاسکتا ہے۔ اور جانوروں کی طرح یہ مخصوص سیٹی کی آواز پر کسی پر حملہ آور ہو جاتی ہیں اور مخصوص سیٹی پر واپس لوٹ آتی ہیں۔ وسطی افریقہ کے پجاری انہیں باقاعدہ پالتے ہیں۔ جو نیا شخص ان میں پھنس جائے۔ وہ بیچارہ ان سے جان بچانے کے لئے دلدل میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور پھر مکھیاں تو اسے چھوڑ جاتی ہیں لیکن دلدل اسے نگل لیتی ہے۔ صرف پانی سے خوفزدہ ہوتی ہیں۔ لیکن یہ کئی کئی دن اس پانی کے گرد چکراتی رہتی ہیں اور جیسے ہی آدمی باہر نکلے۔ اسے پھر دبوچ لیتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ مگر آپ پر یہ حملہ ہوا کیسے۔ آج کل تو ہمارے پاس کوئی کیس بھی نہیں ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیس بنتے دیر لگتی ہے۔ بہر حال میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔ میرے فلیٹ میں وہ خوشبو لگا دی گئی ہے۔ اس لئے مکھیاں یہاں حملہ آور ہوتی ہیں۔ یا پھر میرے جسم کو وہ خوشبو لگا دی گئی تھی۔ بہر حال کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ بس یوں سمجھو کہ زندگی میں پہلی بار مجھے موت کا یقین آگیا تھا۔ کسی بھی وقت ٹینکی کا پانی ختم ہو جاتا تو پھر ان مکھیوں سے بچنا ناممکن ہو جاتا۔ اور اگر مکھیوں کو مخصوص سیٹی بجا کر واپس نہ بلایا جاتا

تو یہ ایک ہفتہ بھی جان نہ چھوڑتیں" ــــــ عمران نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل میں پہنچ گئے۔ سلیمان کو ایک کمرے میں آرام کرنے کا کہہ کر وہ دونوں آپریشن روم میں آ بیٹھے اور عمران نے ٹیلی فون اپنی طرف گھسیٹا اور پھر اس کا ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے چند لمحوں بعد ہی رابطہ مل گیا۔

"ڈاکٹر ظفر یاسین" ــــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز گونجی۔

"عمران بول رہا ہوں ڈاکدار صاحب" ــــــ عمران نے لفظ ڈاکٹر کو خالص دیہاتی لہجے میں ادا کرتے ہوئے کہا۔

"ارے عمران صاحب خیریت اور آپ اس وقت ہماری یاد کیسی آ گئی" ــــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے چہکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکدار صاحب خیریت اور آپ دونوں متضاد چیزیں ہیں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہو کیا ہو گیا کہیں مرض عشق تو نہیں ہو گیا" ــــــ ڈاکٹر ظفر یاسین نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے کون سی یونیورسٹی سے ڈگری لی ہے۔ مجھے اس یونیورسٹی پر دعویٰ کرنا پڑے گا۔ کہ اس نے آپ جیسے ڈاکٹروں کو ڈگریاں دے کر مریضانِ عشق سے مذاق کیا ہے۔ بھلے آدمی مرض عشق ہو جاتا تو تمہیں ٹیلی فون کرنے کی بجائے پاگل خانے کے نمبر ڈائل کرتا" ــــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ڈاکٹر کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ت پھاڑ قہقہہ سنائی دیا۔

"پھر آخر ہوا کیا" ــــ ڈاکٹر نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر بو پاتے ہوئے کہا۔

"سینہ ــــ جگر ــــ دل ــــ پھیپھڑے ــــ کلیجی ــــ تیں ــــ معدہ ــــ اور وہ گندی سی چیز وہ ــــ کیا کہتے یں" ــــ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مثانہ" ــــ ڈاکٹر نے تصیح کرتے ہوئے کہا۔

"ارے شرم نہیں آتی گندی باتیں کرتے ہوئے۔ بہرحال یہ سب غائب ہو جائے تو کیا بچتا ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"ڈھانچہ" ــــ ڈاکٹر ظفر یاسین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ تم واقعی قابل آدمی ہو۔ اس کا مطلب ہے تمہیں کسی ردہ خانے میں لاشیں ڈھونے کی نوکری مل سکتی ہے" ــــ ران نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اب مطلب کیا ہے تمہارا۔ تمہیں پتہ ہے رات کے ڈھائی بجے یں" ــــ ڈاکٹر ظفر یاسین نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"صرف میرے لئے نہیں تمہارے لئے بھی ڈھائی ہی بجے ہوں گے۔ ھا سنو مجھے دو ڈھانچے فوری طور پر چاہئیں۔ میں اس کے لئے یادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ دے سکتا ہوں" ــــ عمران نے رم سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"دو ڈھانچے ــــ کیا مطلب کیا کرو گے ڈھانچوں کا" ــــ اکٹر ظفر یاسین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

" ڈھینچوں ڈھینچوں کر دوں گا۔ تم بتاؤ ڈھانچے مہیا کر سکتے ہو یا نہیں "
عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

" بھئی ناراض کیوں ہوتے ہو میں لیبارٹری سے نکلوا کر دے دیتا ہوں مگر ملیں گے کب "۔۔۔ ڈاکٹر ظفر یاسین نے کہا۔

" کل کسی وقت واپس بھجوا دوں گا "۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اور کسے پھر کہاں بھیجوں "۔۔۔ ڈاکٹر ظفر یاسین نے پوچھا۔

" میرا آدمی تھوڑی دیر میں تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ بائی بائی "
عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

" ڈھانچوں کا کیا کریں گے عمران صاحب "۔۔۔
بلیک زیرو نے پوچھا۔

" تم ایسا کرو کہ سنٹرل ہسپتال جا کر ڈاکٹر ظفر یاسین سے دو ڈھانچے لو اور پھر میرے فلیٹ جا کر ایک ڈھانچہ میرے بستر پر ڈال دینا اور دوسرا سلیمان کے بستر پر۔ مگر بیک ڈور سے یہ ساری کارروائی ہو گی "۔۔۔ عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا میں سمجھ گیا آپ مجرموں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں "۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" شکر ہے اب تمہیں اتنی عقل تو آ گئی۔ انشاء اللہ کچھ دنوں بعد مکمل بھی آ جائے گی "۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار جھینپ گیا۔

" میرا حوالہ دے دینا اور جلدی آؤ۔ ابھی میں نے اور انتظامات

بھی کرنے ہیں "۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کے جاتے ہی عمران اٹھ کر سیدھا لائبریری میں جا گھسا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کتاب اور ایک فائل اٹھائے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ اس نے کتاب کھولی اور پھر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ یہ کتاب وسطی افریقہ کی ان آدم خور مکھیوں کے بارے میں تھی جن کے حملے کا شکار عمران اور سلیمان ہوا تھا۔ کتاب بے حد تفصیلی اور خاصی تحقیقی تھی۔ ان مکھیوں کے بارے میں ہر قسم کی معلومات اس کتاب میں موجود تھیں۔ عمران کتاب کے مطالعے میں ایسا غرق ہوا کہ اُسے وقت کا احساس تک نہ رہا۔ اور پھر جب بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا تو عمران چونک پڑا۔

" ارے کیا ہوا ڈھانچے نہیں ملے "۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" مل گئے تھے۔ میں آپ کے فلیٹ میں پہنچا آیا ہوں "۔۔۔
بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ اچھا مجھے وقت کا احساس بھی نہیں ہوا "۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کتاب میز پر رکھ دی اور فائل اٹھا کر کھول لی۔ فائل خاصی ضخیم تھی۔ اس نے پہلے تو سرسری انداز میں اس کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ لیکن پھر اس کی نگاہیں ایک کاغذ پر جم سی گئیں اور غور سے اُسے پڑھنے لگا۔ بلیک زیرو نے میز پر رکھی ہوئی کتاب اٹھائی اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ریڈ میڈوسا ٹاپ سیکرٹ سروس" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے فائل اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا سر" ——— بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"بلیک زیرو ہوشیار ہو جاؤ مقابلہ سخت ہوگا" ———

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں" ——— بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ذہن میں ان مکھیوں کے بارے میں خلش موجود تھی۔ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں نے کہیں ان کے متعلق پڑھا ہے۔ کہ کسی مجرم تنظیم نے ایک بار پہلے بھی انہیں استعمال کیا تھا۔ اور سٹائل سے پتہ چلتا ہے کہ جوش لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ سروس کی ایک ذیلی تنظیم ریڈ میڈوسا ہے۔ جو دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس تنظیم سمجھی جاتی ہے وہ اکثر ان مکھیوں کا استعمال کرتی ہے" ——— عمران نے فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ میڈوسا ہمارے ملک میں سرگرم کار ہو چکی ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں یہ فائل پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اور ان کا پہلا حملہ مجھ پر ہوا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"مگر ہمارے تمام ممبرز سوائے جولیا کے لیبارٹری کی حفاظت پر مامور ہیں۔ کیا انہیں وہاں سے ہٹا لیا جائے" ———

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو ایسا بھی ہو جائے گا" ———

عمران نے کہا اور پھر اس نے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر گھمائے۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"پولیس ایمرجنسی سنٹر" ——— دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو چیف آف سیکرٹ سروس" ——— عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر فرمائیے" ——— دوسری طرف سے بولنے والا یکدم ہکلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے جواب دینے کے ساتھ ساتھ اس نے بے اختیار کھڑے ہو کر سلام بھی کیا ہو۔

"کنگ روڈ کو کونسا تھانہ لگتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"لیک روڈ پولیس اسٹیشن جناب" ———

دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تو پھر اس کے انچارج کو اچھی طرح ایک پلان سمجھا دو۔ اسے ہر قیمت پر اس پر عمل کرنا ہے۔ اور یہ بات ٹاپ سیکرٹ ہے سمجھے" ——— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں سمجھتا ہوں۔ فرمائیے۔ حکم کی تعمیل ہوگی" ———

انچارج ایمرجنسی سنٹر نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ پہ صبح آٹھ بجے پولیس فورس لے کر پہنچا۔ اس کے دروازے بند ہوں گے۔ وہ دروازہ توڑ کر پولیس اندر داخل ہوگی۔ وہاں دو کمروں میں بستروں پر انسانی ڈھانچے پڑے ہوں گے۔ پولیس فورس نے ایمبولینس طلب کرنی ہے۔ ان ڈھانچوں کو ایمبولینس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر اٹھا کر ہسپتال پہنچانا ہے۔ اور اس واقعے کی اچھی خاصی پبلسٹی کرنی ہے۔ تاکہ وہاں لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے۔ اور پھر پریس میں بھی دے دینا کہ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا علی عمران اور اس کا باورچی سلیمان رات کو اچھے بھلے سوئے۔ فلیٹ کے دروازے بند تھے۔ صبح ہمسایوں کے فون کرنے پر جب پولیس دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئی۔ وہاں بستروں پر ان کے ڈھانچے موجود تھے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔ اور مصروف تفتیش ہے۔“ ——

عمران نے تمام واقعے کے ساتھ ساتھ پریس نوٹ بھی بتا دیا۔

”ٹھیک ہے جناب میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں یقیناً ایسا ہی ہوگا۔“ —— انچارج نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ ——

عمران نے جواب دیا اور پھر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”تم سر سلطان کو فون کر کے سب کچھ بتا دینا تاکہ وہ اس خبر کو سن کر گھبرا نہ جائیں میرے گھر بھی وہ خود ہی اطلاع کر دیں گے۔“ ——

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں اب رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ ضرورت پڑے، تو مجھ سے وہیں رابطہ قائم کر لینا۔ سلیمان ابھی یہیں رہے گا۔ وہ مجرموں کی نظروں میں آ چکا ہے۔ اس لئے فی الحال اس کا باہر نکلنا ٹھیک نہ ہوگا۔“ ——

عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مگر میرے لئے کیا حکم ہے۔“ —— بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”تم اپنا کام کیئے جاؤ۔ میں نے ابھی کوئی واضح پلان نہیں بنایا۔“

عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

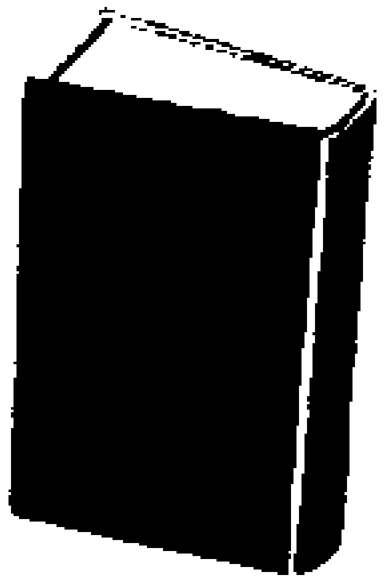

مصور لڑکی پہاڑیوں پر مختلف جگہوں پر ایزل لگا کر تصویریں بناتی رہی۔ اور تقریباً اس نے ہر پہاڑی کی مختلف جگہوں پر لوکیشن منتخب کی تھی۔ اور ان پہاڑیوں پر دو گھنٹے گزار دیئے تھے۔

دو گھنٹوں کے بعد انہوں نے اپنا سامان سمیٹا اور پھر سڑک کے کنارے کھڑی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لڑکی آگے آگے تھی جب کہ خادم بیگ اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل بدستور بھیڑیں چرانے میں مصروف تھے۔ انہیں سامان سمیٹتے دیکھ کر صفدر نے کچھ بھیڑوں کو سڑک کی طرف ہانک دیا تھا۔ چنانچہ جس وقت وہ دونوں کار میں بیٹھ رہے تھے صفدر وہاں سے بھیڑوں کو ہانکتا پھر رہا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے دیکھتے کار بڑی تیزی سے مرکزی شہر کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

صفدر نے فوراً ہی اپنے کرتے کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور چھوٹا سا چپٹا ڈبہ نکال کر اس نے اس کے کونے میں موجود سفید رنگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ڈبے میں سے زائیں زائیں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو مشن پوائنٹ کالنگ اوور"۔۔۔ صفدر نے بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس مشن پوائنٹ نمبر ون اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ابھی ابھی ایک سیاہ رنگ کی کار رجسٹریشن نمبر ایم۔ وائی ڈبل سکس تھری زیرو ون مشن پوائنٹ سے تمہاری طرف آرہی ہے۔ اس میں پچھلی نشست پر ایک نوجوان لڑکی موجود ہے۔ اور کار کو ایک گٹھے ہوئے جسم کا نوجوان چلا رہا ہے۔ یہ لوگ بے حد مشکوک ہیں ان کی مکمل نگرانی ہونی ہے اوور"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کی رپورٹ مشن پوائنٹ پر فریکوئنسی زیرو زیرو ڈبل ون پر بھی دینی ہے اوور"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"بہتر ہم ساتھ ساتھ بتاتے جائیں گے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ انہوں نے یہاں مشن پوائنٹ پر دو گھنٹے مصروفی کی ہے۔ ہمیں شک ہے کہ یہ لوگ خاصے مشکوک ہیں اوور"۔۔۔ صفدر نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے بااعتماد

لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر ڈبے کا بٹن دبا کر اس نے اُسے جیب میں ڈالا اور بھیڑوں کو ہنکاتا ہوا واپس کیپٹن شکیل کی طرف چل دیا جو بدستور اس پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔

"نگرانی کا کہہ دیا ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں میں نے پوائنٹ ون کو مطلع کر دیا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نگرانی کی مجھے واپس رپورٹ بھی کریں"۔۔۔ صفدر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی بڑی گڑبڑ ہے۔ میرا جی تو یہی چاہ رہا تھا کہ میں ان دونوں کو خود چیک کروں لیکن ایکسٹو کی اجازت کے بغیر چونکہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اپنا مشن کے لئے واپسی رپورٹ کا کہہ دیا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہوں تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے ہوسکتا ہے کوئی عام لوگ ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"امید تو کم ہے بہرحال دیکھو"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد صفدر کی جیب سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں ہوئیں اور صفدر نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ ڈبہ نما ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی ڈبے میں سے آ نکل رہی تھیں۔ اس نے بٹن دبا دیا۔

"پوائنٹ نمبر ون کالنگ اوور"۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صفدر کے بٹن دباتے ہی انسانی آواز ڈبے میں سے نکلی۔

"یس مشن پوائنٹ اٹنڈنگ یو اوور" ——

صفدر نے جواب دیا۔

"آپ کی اطلاع کردہ کار ابھی تک پوائنٹ ون تک نہیں پہنچی۔ جس پر میں نے چیک کیا تو وہ کار ایگر روڈ کے پہلے چوراہے کے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑی ملی۔ لیکن وہ بالکل خالی ہے۔ نہ ہی اس میں کوئی سامان ہے اور نہ ہی کوئی آدمی" اوور" ——

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے کہ وہ چکر دے گئے ہیں اوور" ——

صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں میں نے انکوائری کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ لیکن اتفاق ہے کہ اس وقت وہاں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں ہے جس نے انہیں کہیں جاتے دیکھا ہو اوور" ——

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کا مطلب ہے اب ان کا پتہ لگانا ناممکن ہے اوور" ——

صفدر نے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن آپ ان کے حلیئے بتائیں۔ میں شہر میں موجود تمام ایجنٹوں کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ کہیں نہ کہیں وہ ٹریس کر لیئے جائیں گے اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے جواب میں ان دونوں کے حلیئے تفصیل سے بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے —— مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی اس سلسلے میں

آپ کو واپس رپورٹ دوں گا اوور" ——

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں انتظار کروں گا اوور اینڈ آل" ——

صفدر نے کہا اور پھر بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ اب ان لوگوں کا ٹریس ہونا مشکل ہے۔ یہ کار بھی یقیناً چوری کی ہو گی اور ظاہر ہے جو اس انداز میں یہاں آ سکتے ہیں وہ میک اپ بھی تبدیل کر سکتے ہیں" ——

صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ایکسٹو کو اس کی رپورٹ کر دینی چاہیئے۔ مجھے یہ معاملہ کچھ اپنی لائن کا لگتا ہے" —— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے" —— صفدر نے اس کی تائید کی اور پھر ڈبے کو نکال کر اس کے پچھلے حصے کا ایک کونا دبا کر کھول دیا۔ اس پر ٹیلی فون ڈائل کی طرح ڈائل بنا ہوا تھا۔ صفدر نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ یہ جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جو ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ وائرلیس ٹیلی فون کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا۔

"ایکسٹو" —— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب مشن پوائنٹ سے" ——

صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے" —— ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا اور صفدر نے جواب میں اس جوڑے کے آنے۔ مصوری کرنے اور پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کار چھوڑ کر غائب ہو جانے تک کی تمام تفصیلات بتا دیں۔

"ہوں ——— میرا خیال ہے کام شروع ہو گیا ہے۔ بہر حال تم ہوشیار رہنا۔ یہاں آج رات کو عمران کے فلیٹ پر بھی خوف ناک حملہ کیا گیا ہے۔ اگر ملٹری سیکرٹ سروس کی طرف سے ان لوگوں کو ٹریس کرنے کی رپورٹ ملے تو مجھے اس کی اطلاع دینا" ——— ایکسٹو نے جواب دیا۔

"بہتر جناب ویسے سر اگر کوئی مجرم تنظیم میدان میں آگئی ہے تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم مشن پوائنٹ سے واپس آجائیں" ——— صفدر نے ڈرتے ڈرتے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے" ——— ایکسٹو نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب" ——— صفدر نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بائی بائی" ——— ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ڈبا بند کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"میرا خیال ہے اب جلد ہی ہمیں بلا لیا جائے گا۔ عمران کے فلیٹ پر خوف ناک حملے کا مطلب ہے کہ مجرم خاصے خوف ناک ہیں۔ جنہوں نے براہِ راست ہاتھ ڈال دیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

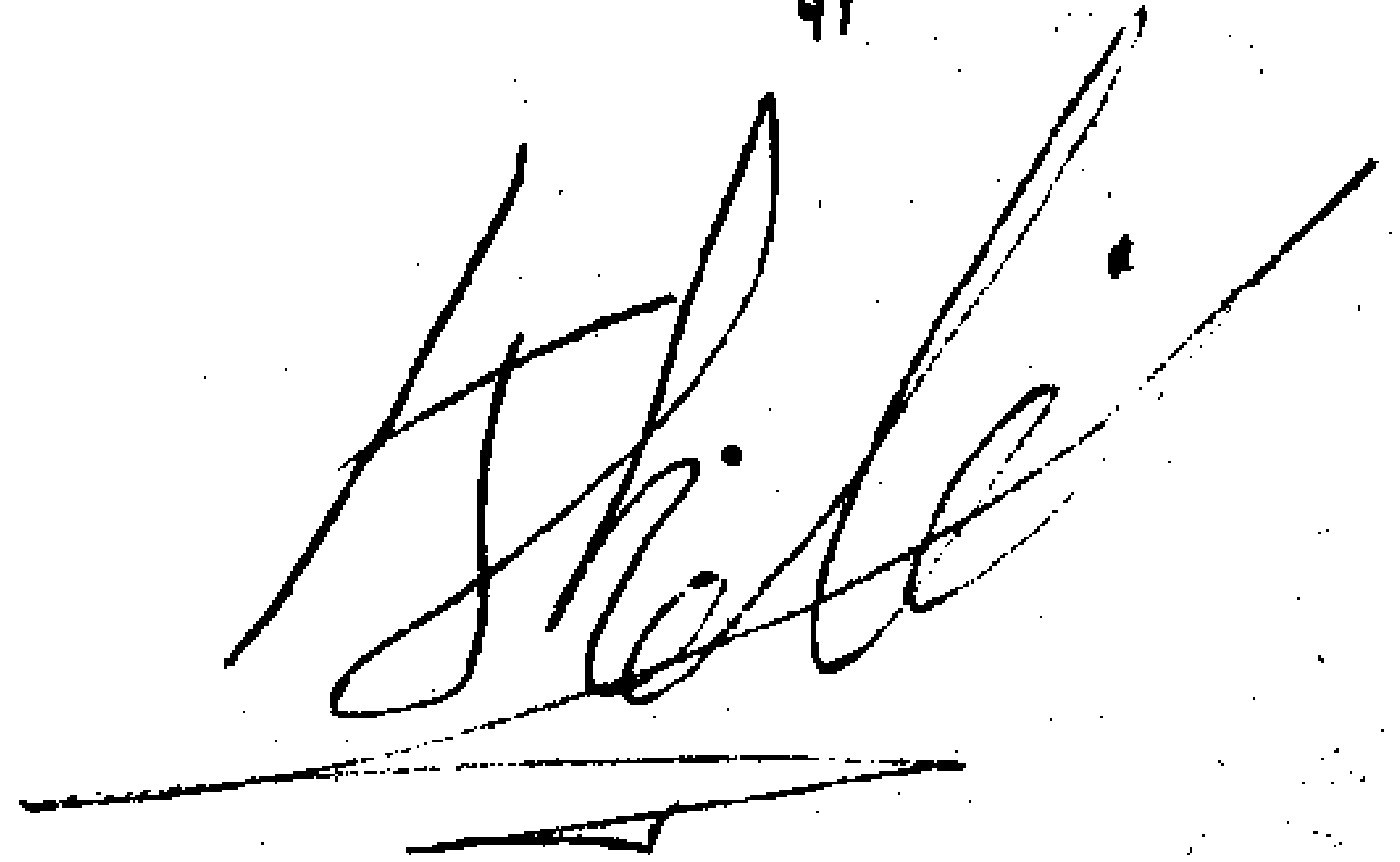

جولیا اپنے فلیٹ میں ایک آرام کرسی پر دراز ایک رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھی۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز لیبارٹری ڈیوٹی میں مصروف تھے اور ویسے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس بھی نہیں تھا۔ اس لئے جولیا زیادہ تر اپنے فلیٹ تک ہی محدود رہتی تھی۔ اور فلیٹ میں رہتے ہوئے اس کا واحد شغل کتابیں اور رسالے پڑھنا ہوتا تھا۔

اس وقت بھی وہ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک نئے رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ رسالہ اتنا دلچسپ تھا کہ اسے وقت کا احساس تک نہ ہوا تھا۔ کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑی۔ اس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ اسے شاید اتنے زیادہ وقت گزر جانے پر حیرت ہو رہی تھی۔ کال بیل کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اور اس نے کتاب میز پر الٹا کر رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے" ——— جولیا نے دروازے کے قریب جا کر قدرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سخت لہجے میں پوچھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ بغیر تسلی کئے کبھی دروازہ نہ کھولتی تھی۔

"آپ کا نام جولیانا فٹزواٹر ہے؟" ——

دروازے کی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ہاں کیوں؟" —— جولیا نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"میڈم میرا نام راشیل ہے۔ میں نے یہ پوری بلڈنگ خریدی ہے۔ اس طرح آپ کے اس فلیٹ کا اب میں مالک ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کرایہ داری کے سلسلے میں آپ سے براہِ راست گفتگو کروں اگر آپ چند لمحے عنایت کر دیں تو مہربانی ہو گی۔" ——

دروازے کی دوسری طرف سے کہا گیا۔

جولیا نے مخصوص ہول سے آنکھ لگا کر دیکھا تو اُسے ایک شخص سوٹ پہنے کھڑا دکھائی دیا۔ اس کا قد خاصا لمبا تھا اس لئے اُس کا چہرہ اس سوراخ سے نظر نہ آ رہا تھا لیکن اپنے لباس سے وہ خاصا شریف اور سنجیدہ آدمی نظر آتا تھا۔ اس لئے جولیا نے چٹخنی اتاری۔ اور پھر دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک خاصا قد آور نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ چمڑے کا ایک بزنس بیگ موجود تھا۔

"شکریہ میڈم میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا۔" ——

نوجوان نے بڑے خلیق لہجے میں کہا۔

"تشریف لائیے۔" —— جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور نوجوان بیگ سنبھالے بڑے باوقار انداز میں فلیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔ جولیا نے دروازہ بند کر دیا۔ لیکن چٹخنی نہ لگائی۔ نوجوان ڈرائنگ روم

کے صوفے کے قریب کھڑا تھا۔

"تشریف رکھیے۔" —— جولیا نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نوجوان شکریہ ادا کرتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ جب کہ جولیا اس کے سامنے والے صوفے پر جم گئی۔

"آپ نے کتنے میں یہ بلڈنگ خریدی ہے؟" —— جولیا نے بغور راشیل کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میڈم یہ میرا کاروباری راز ہے۔ آپ پلیز اس سلسلے میں کچھ مت پوچھیں۔ میں تو دراصل اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ میرے ساتھ نئی کرایہ داری کا اسٹامپ لکھ دیں۔" —— نوجوان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کے لاک کو کھولتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ لاک کھول کر اس نے بیگ کا ڈھکن اٹھایا اور دوسرے لمحے بیگ اس کے ہاتھ سے نکل کر پوری تیزی سے جولیا کے منہ پر پڑا۔ بیگ اس انداز میں پھینکا گیا تھا کہ بیگ کے کھلے ہوئے حصے نے جولیا کے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ جولیا نے اضطراری طور پر پیچھے ہٹ کر اپنے آپ کو بچانا چاہا مگر بے سود۔ اس کے جسم نے ایک ہلکا سا جھٹکا کھایا۔ اور وہ دھڑام سے صوفے پر گر پڑی۔ بیگ نیچے فرش پر جا گرا۔ جسے نوجوان نے جھپٹ کر اٹھایا اور پھر انتہائی پھرتی سے اس کا ڈھکن بند کر دیا۔

جولیا بے حس و حرکت صوفے پر گری پڑی تھی۔ بیگ کے اندر موجود انتہائی زود اثر گیس نے ایک لمحے میں جولیا کو دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔

نوجوان نے بیگ صوفے پر رکھا اور پھر اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پلاسٹک کی سرنج نکالی جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔

اور سرنج میں سرخ رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا۔ اس نے سوئی پر سے کیپ اتاری۔ سرنج کے پچھلے حصے کی سیل توڑی اور پھر اس نے سوئی جولیا کے بازو میں گھونپ دی اور سرنج کے دستے کو انگوٹھے سے دبانا شروع کر دیا۔ سرخ رنگ کا سیال تیزی سے جولیا کے بازو میں سرایت کرتا چلا گیا۔ جب تمام سیال سرنج میں سے نکل کر جولیا کے بازو میں غائب ہو گیا تو اس نے سرنج واپس جیب میں ڈال لی۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن سرنج کی سوئی اس کے کوٹ کی جیب کے کنارے سے اٹک گئی اور اس کے تیزی سے مڑتے ہی پلاسٹک کی سرنج نیچے فرش پر گری اور پھر پھسلتی ہوئی کرسی کے نیچے چلی گئی۔ چونکہ سرنج پلاسٹک کی تھی اس لئے اس کے گرنے سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور نوجوان کو اس کے گرنے کا احساس تک نہ ہوا۔ وہ دروازے کے پاس پہنچا اور دروازہ کھول کر اس نے ہلکی سی سیٹی بجائی۔ دوسرے لمحے دو اور نوجوان تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ گئے۔

"کام ہو گیا" ـــــ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں اسے جلدی سے اٹھا کر کار میں ڈالو۔ کہیں کوئی آ نہ جائے" ـــــ

راشیل نے کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے ساتھ ہی ایک لمبی سی کار کھڑی تھی۔ راشیل بڑی تیز نظروں سے ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہا تھا۔ گو سڑک پر خاصی ٹریفک تھی۔ لیکن ہر اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں سیڑھیاں اترتے آئے ان میں سے ایک نے کپڑے کا ایک بڑا سا بنڈل کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ یہ بنڈل ایسا تھا جیسے کپڑوں کو لپیٹ کر ڈرائی کلینرز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس لے جایا جا رہا ہو۔ راشیل نے انہیں نیچے اترتے دیکھ کر پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے بنڈل دونوں سیٹوں کے درمیان گھسیڑ دیا اور پھر وہ سب انتہائی تیزی سے کار میں سوار ہو گئے۔ وہ دونوں پچھلی نشست پر تھے کہ راشیل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔ کار ایک جھٹکا کر آگے بڑھی اور پھر سڑک پر چلتی ہوئی ٹریفک میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

"لڑکی کے منہ سے کپڑا ہٹا دو۔ کہیں یہ ہوا نہ ملنے سے مر ہی نہ جائے"

راشیل نے مڑے بغیر کہا اور پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے جھک کر پھرتی سے بنڈل کو ایک طرف سے کھولا۔ اب جولیا جو کپڑے میں بنڈل کے سے انداز میں بندھی ہوئی تھی کا چہرہ کھل گیا۔ راشیل نے کار مختلف سڑکوں پر گھمائی۔ اس کی تیز نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن اسے کوئی کار بھی اپنے تعاقب میں نظر نہ آئی۔ تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار مضافاتی کالونی کی طرف دوڑا دی مضافاتی کالونی میں داخل ہو کر اس نے ایک کوٹھی کے گیٹ پر کار روکی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ دوسرے لمحے کوٹھی کا پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور راشیل کار اندر لیتا چلا گیا۔ کوٹھی کے اندر ایک بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی بالکل ویران پڑی ہوئی ہو۔

"لڑکی کو کار سے نکال کر سامنے برآمدے میں ڈال دو" ـــــ

راشیل نے پیچھے بیٹھے ہوئے افراد سے کہا اور وہ دونوں پھرتی سے کار سے باہر آ گئے۔ ان میں سے ایک نے جھک کر جولیا کو باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھسیٹا اور پھر اُسے اٹھا کر سامنے برآمدے کے فرش پر لٹا دیا۔

جولیا کو برآمدے میں لٹا کر وہ واپس مڑے اور دوبارہ کار میں سوار ہو گئے۔ راشیل نے کار تیزی سے بیک کی اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک کراس کرتی ہوئی باہر سڑک پر پہنچ کر مڑی اور نظروں سے غائب ہو گئی۔ پھاٹک خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک بار پھر پھاٹک کے بیرونی طرف کار کا ہارن مخصوص انداز میں بجتا ہوا سنائی دیا اور پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی کار تیزی سے چلتی ہوئی پورچ میں آ کر رکی۔

"سامنے برآمدے میں پڑی ہوئی لڑکی کو اٹھا کر کار میں ڈالو۔" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بلڈاگ نما شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک گوریلا نما آدمی باہر اتر آیا۔ وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا اس نے برآمدے کے فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی جولیا کو اٹھایا اور تیزی سے کار کی پچھلی نشستوں کے درمیان ڈال کر خود بھی کار میں سوار ہو گیا۔ کار تیزی سے بیک ہوئی اور پھاٹک کراس کر کے سڑک پر آ گئی۔ اب وہ ٹریفک میں شامل ہو کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور جب ڈرائیور کو اطمینان ہو گیا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا تو اس نے کار ایک بڑی سی بلڈنگ کے احاطے میں روک دی یہاں بے شمار کاریں کھڑی تھیں۔ یہ شاید مین پارکنگ پلاٹ تھا۔ کار ایک خالی جگہ پر روک کر ڈرائیور نے چابی اگنیشن میں ہی چھوڑی اور پھر نیچے اتر آیا۔ پچھلی نشست پر موجود آدمی بھی نیچے اترا اور اس نے دروازہ بند

کر دیا۔ اور پھر وہ دونوں مڑے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بڑھ کر سڑک پر آ گئے۔ اور چند قدم آگے چلنے کے بعد انہوں نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔ اور چند لمحوں بعد ٹیکسی انہیں اٹھائے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ان کے جانے کے دس منٹ بعد عمارت کے کمپاؤنڈ میں ایک خوب صورت سا نوجوان داخل ہوا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس سیاہ رنگ کی کار کے قریب آیا جس کی پچھلی نشستوں کے درمیان جولیا بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس نے ایک نظر جولیا پر ڈالی اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار کا انجن جاگ اٹھا۔ اور کار تیزی سے آگے بڑھی اور عمارت کے گیٹ سے باہر نکل کر سڑک پر آ گئی۔

نوجوان اطمینان سے کار چلاتا رہا۔ البتہ اس کی نظریں بھی بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد آخر کار اس کی کار گل دین کالونی میں داخل ہو گئی۔

گل دین کالونی کے تقریباً آخر میں ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر کار رکی اور نوجوان نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"مچھلی آ گئی ہے"۔۔۔۔ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے آنے والے کو کہا۔

"کون سی مچھلی ہے"۔۔۔۔ آنے والے نے پوچھا۔

"جو صرف تلی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ کار والے نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہمیں ایسی مچھلی نہیں چاہیے تم جا سکتے ہو" ___ آنے والے نے بڑے روکھے سے لہجے میں جواب دیا اور پھر مڑ کر پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔

نوجوان نے کار بیک کی اور پھر سڑک پر کار دوڑانے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ تک مختلف سڑکوں پر کار دوڑانے کے بعد وہ ایک بار پھر اُسی کوٹھی کے سامنے جا کر رکا اور اس نے مخصوص انداز میں ہارن دیا۔ وہی نوجوان باہر آیا۔

"تم پھر آ گئے ہو" ___ آنے والے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس بار مچھلی کی بجائے جھینگا لے کر آیا ہوں" ___ نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں پھاٹک کھولتا ہوں" ___ آنے والے نے کہا اور ایک بار پھر پھاٹک کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور نوجوان کار اندر لیتا چلا گیا۔ وسیع و عریض کوٹھی کے بڑے سے پورچ میں جا کر اس نے کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پچھلی نشستوں کے درمیان پڑی ہوئی جولیا کو گھسیٹ کر کاندھے پر اٹھایا۔ اور برآمدے کے درمیان میں موجود گیلری کراس کرتا ہوا آخری کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر کمرے کی حرکت ایک جھٹکے سے رک گئی تو نوجوان نے دروازہ کھولا اور اسی طرح کی ایک راہداری میں نکل آیا۔ راہداری کے مشرقی کونے میں ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اور پھر کمرے کے

درمیان میں پڑی ہوئی ایک لوہے کی کرسی پر اس نے جولیا کو بٹھا کر کرسی کے پائے کے اندرونی حصے میں پیر سے ٹھوکر ماری اور دوسرے لمحے کرسی کے بازوؤں اور پیروں میں سے لوہے کے کڑے سے نکل کر جولیا کی ٹانگوں اور بازوؤں کے گرد گھوم گئے۔ اب جولیا اس کرسی پر پوری طرح جکڑی گئی تھی۔

نوجوان نے ایک طویل سانس لیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے سے باہر نکل کر نوجوان نے دروازے کو بند کر کے دہلیز پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ اور ایک بار پھر اُسی لفٹ نما کمرے میں پہنچ کر اوپر والی گیلری میں آ گیا۔ گیلری کے شمالی کونے میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے دروازے کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ نوجوان نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس کم ان" ___ دروازے کے ساتھ نصب مائیک سے آواز ابھری اور سرخ بلب بجھ گیا۔ نوجوان نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔

"شکار بلیو روم میں پہنچ گیا ہے باس" ___ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی نشانی تو نہیں چھوڑ آئے" ___ باس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"نو ___ باس ہر بات او۔ کے رہی ہے" ___ نوجوان نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"او۔ کے ــــ تم جا سکتے ہو" ــــ باس نے کہا اور نوجوان کے باہر جانے کے بعد اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"مادام میں زارس بول رہا ہوں۔ مس جولیانا ہاپیو روم میں پہنچ چکی ہے" ــــ ادھیڑ عمر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے ــــ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ــــ

دوسری طرف سے مادام فیونا کی آواز سنائی دی۔

"نو ــــ میڈم ہم نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے" ــــ زارس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں اس سے معلومات حاصل کرتی ہوں اس کے بعد تم سے بات کروں گی" ــــ مادام نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ زارس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انٹرکام کا ریسیور رکھ دیا۔

عمران نے رانا ہاؤس پہنچ کر جب کال بیل بجائی تو دوسرے لمحے پھاٹک کے ساتھ نصب مائیک سے جوزف کی آواز ابھری۔

"اس وقت کون آٹپکا ہے" ــــ جوزف کی آواز خاصی غصیلی تھی۔

"اے۔ اوشب تار کے نیچے پھاٹک کھولو کوئی سپاہی آ نکلا تو آوارہ گردی میں میرا چالان کر دے گا" ــــ عمران نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ــــ ابھی آیا باس" ــــ جوزف کی قلقاری سنائی دی اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ اٹھی۔

پانچ منٹ بعد پھاٹک کھلا اور جوزف اپنے مخصوص لباس میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پوری طرح چاق و چوبند ہو۔

"تم جاگ رہے تھے جوزف میں تو سمجھا تھا کہ شاید رات بھر مجھے پھاٹک پر ہی کھڑا رہنا ہو گا" ــــ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"باس تمہاری عدم موجودگی میں مجھے بھلا نیند آ سکتی ہے" ——— جوزف نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا اور پھر پھاٹک بند کر کے وہ عمران کے پیچھے چل پڑا۔ جب عمران کمرے میں پہنچا تو جوزف کی نگاہ پہلی بار اس کے بری طرح سوجے ہوئے چہرے پر پڑی۔

"ارے باس تمہارا چہرہ" ——— جوزف کے لہجے سے حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

"وسطی افریقہ کی پیلی مکھیوں کے بارے میں جانتے ہو" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وسطی افریقہ کی پیلی مکھیاں یعنی کوباکی "موت کے دیوتا کی کنیزیں" ——— جوزف کا رنگ یکدم زرد پڑ گیا۔

"ہاں انہی مکھیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا" ——— عمران نے جواب دیا اور جوزف یوں آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھنے لگا جیسے عمران کی بجائے وہاں کوئی بھوت بیٹھا ہوا ہو۔

"کوباکی [illegible] حملہ کیا اور باس تم زندہ ہو یہ ناممکن ہے باس۔ "کوباکی [illegible] کوئی نہیں بچ سکتا" ——— جوزف نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں تمہارا نام بتا دیا تھا۔ بس تمہارا نام سنتے ہی چھوڑ کر بھاگ گئیں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"میرا نام کوباکی کو بتا دیا۔ اوہ گاڈ اب میں کیا کروں۔ کوباکی کو میرا نام کا پتہ چل گیا باس تم مجھے اپنے ہاتھ سے گولی مار دیتے مگر یہ ظلم نہ کرتے" جوزف نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ گھٹنوں کے بل [illegible] پر

گرتا چلا گیا۔ خوف کی شدت سے اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"ارے سنو تو سہی جب میں نے کوباکی کو تمہارا نام بتایا اور یہ بھی بتایا کہ میں جوزف دی گریٹ کا باس ہوں۔ تو کوباکی ڈر گئیں۔ وہ سب اپنا ماتھا پیٹنے لگیں کہ ہم سے کیا غلطی ہو گئی کہ ہم نے افریقہ کے شہزادے کے باس پر حملہ کر دیا۔ پھر ان سب نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ اب وہ کسی پر حملہ نہ کریں گی اور سیدھی افریقہ چلی جائیں گی" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— کوباکی نے یہ کہا۔ کلکانی دیوتا نے ضرور انہیں میری سفارش کر دی ہو گی۔ دیکھا باس میری اہمیت۔ کوباکی مجھ سے ڈر گئیں۔ واہ واہ جوزف دی گریٹ کے باس پر کوباکی حملہ کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں کلکانی دیوتا سے ان کی شکایت کروں گا" ———

جوزف کا ذہن یکدم بدل گیا۔ چہرے سے خوف کے تاثرات مٹ کر فخر و غرور کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے یوں سینہ پھلا لیا جیسے کوئی معرکہ فتح کر کے آیا ہو۔

"اچھا میں تھوڑی سی نیند لے لوں" صبح بہت کام کرنے ہیں۔ تم اب جا کر کلکانی دیوتا کی تعریف میں قصیدے پڑھو" ———

عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور جوزف سر جھکا کر واپس مڑ گیا۔

عمران نے لباس بدلا اور پھر بستر پر لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ گہری نیند میں غرق ہو چکا تھا۔

"باس اٹھو دن نکل آیا ہے" ——— جوزف کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوہ واقعی خاصا دن نکل آیا ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب غسل خانے سے نہا دھو کر اور لباس بدل کر باہر آیا تو جوزف نے کسی سگھڑ بیوی کی طرح میز پر ناشتہ چن دیا تھا۔

"واہ واہ ——— تمہاری جیسی بیوی جسے ملے وہ اپنی قسمت پر رشک کیوں نہ کرے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف جھینپ کر رہ گیا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر عمران نے میک اپ کا سامان نکالا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے چہرے کی مرمت میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب عمران نے سامان سمیٹ کر الماری میں رکھا تو جوزف اس کی شکل دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کے چہرے سے قطعی محسوس نہ ہو رہا تھا کہ کبھی کسی مکھی نے اس پر حملہ کیا ہو۔ عمران نے اپنی شکل بدل لی تھی۔ بالوں کا رنگ بھی سنہرا کر دیا تھا۔ اب وہ ایک سمارٹ سا کھلاڑی معلوم [illegible]

"[illegible] آج تمہیں شہر کی سیر کرا لاؤں" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"[illegible] باس ——— میں بھی یہاں بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا ہوں" جوزف نے خو[illegible] اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں پہلوؤں میں ریوالور لٹکائے عمران کے س[illegible] کے لئے تیار ہو گیا۔

عمران نے گیراج سے سرخ رنگ کی سپورٹس کار نکالی اور پھر چند لمحوں بعد کار دانا ہاؤس سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئی۔ ڈرائیونگ

[...]ٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔

"میرے فلیٹ کی طرف چلو" ——— عمران نے کہا اور جوزف [...]ے کار کنگ روڈ کی طرف موڑ دی۔

[...]کنگ روڈ پر پہنچ کر عمران نے جوزف کو کار فلیٹ سے کافی [...]ر روکنے کے لئے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو" ——— عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور [...]وہ جوزف کو کار میں ہی چھوڑ کر فٹ پاتھ پر پیدل چلتا ہوا آگے [...]ھتا چلا گیا۔

جب وہ اپنے فلیٹ کے قریب پہنچا تو اس نے وہاں لوگوں کا [...]پناہ ہجوم دیکھا۔ پولیس کی گاڑیاں فلیٹ کے ارد گرد کھڑی تھیں۔ [...]ر ایک ایمبولینس بھی وہاں موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس کی ہدایات [...]صحیح طریقے سے عمل ہو رہا ہے وہ ہجوم سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ [...] تیز نظروں سے لوگوں کا جائزہ لینے لگا۔ ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے [...]لمحے ہی ہوئے تھے کہ اس کی نظریں مادام فیونا پر جم گئیں جو فٹ پاتھ [...]پیدل چلتی ہوئی فلیٹ کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ عمران کی تیز نظریں [...]ں کا جائزہ لیتی رہیں۔ مادام فیونا ہجوم کے پاس آ کر رکی اور پھر اس [...]ے ایک نوجوان سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ عمران قریب کھڑا سنتا [...]۔ مادام فیونا نے اچٹتی ہوئی نظریں عمران پر بھی ڈالیں لیکن اس [...]آنکھوں میں شناسائی کی چمک نہ ابھری۔ عمران اس کے چہرے [...]ے تاثرات دیکھتا رہا۔ مادام فیونا کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا [...] جیسے ڈھانچوں کے متعلق سن کر اسے خاصا اطمینان ہوا ہو۔ اور

عمران کے ذہن میں مادام فیونا کی فلیٹ میں اچانک آمد کا منظر گھوم گیا۔
اس کی چھٹی حس نے الارم دینا شروع کر دیا کہ مکھیوں کے اس حملے
سے مادام فیونا کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہو گا۔

پھر جب مادام فیونا پوچھ گچھ کر کے آگے بڑھ گئی تو عمران بھی ایک
مناسب فاصلہ دے کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ مگر تھوڑی دور آگے جا
کر جب مادام فیونا نے ایک خالی ٹیکسی روکی تو عمران نے اپنے قدم تیز
کر دیئے۔ اور جب وہ ٹیکسی کے قریب سے گزرا تو اُسے مادام فیونا کی
آواز سنائی دے گئی وہ ڈرائیور کو ہوٹل الاسکا چلنے کا کہہ رہی تھی۔

عمران بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب ٹیکسی مڑ کر خاصی دور
نکل گئی تو عمران تیزی سے مڑا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ اس جگہ پہنچا۔
جہاں جوزف کار سے ٹیک لگائے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"پیچھے بیٹھو" ـــ عمران نے تیز لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو
کر کہا اور خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ جوزف پچھلی نشست
پر سوار ہوا تو عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ پھر اس کی
سپیڈ ... کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا
رہی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور کرایہ بڑھانے کے لئے ہوٹل
الاسکا پہنچنے کے لئے طویل راستہ منتخب کیا ہو گا۔ اس لئے اُسے یقین تھا
کہ وہ اس ٹیکسی سے پہلے ہی ہوٹل الاسکا پہنچ جائے گا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے کار ہوٹل الاسکا کے کمپاؤنڈ
میں موڑی تو کمپاؤنڈ فارغ پڑا ہوا تھا۔ وہاں کوئی ٹیکسی نظر نہ آ رہی تھی۔
"تم کار میں ہی رہو" ـــ عمران نے جوزف سے کہا اور تیز تیز

قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کا ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ اکا دکا میزوں پر کچھ لوگ
بیٹھے پینے پلانے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

عمران نے ایک ایسی میز منتخب کی جس پر بیٹھ کر وہ ہال میں داخل
ہونے والوں کو تو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ لیکن آنے والے کی نگاہیں
اس طرف کم ہی اٹھ سکتی تھیں۔

ویٹر کو ٹالنے کے لئے اس نے چائے منگوا لی۔ اور جب ویٹر نے چائے
کے برتن اس کی میز پر رکھے اُسی لمحے اس نے مادام فیونا کو مین گیٹ میں
داخل ہوتے دیکھا۔ اس نے ایک سرسری سی نظر ہال پر ڈالی۔ اور پھر
سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ کاؤنٹر مین نے ایک چابی اس کے
حوالے کر دی۔ اور وہ چابی لئے سیدھی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی آئی۔
عمران چونکہ لفٹ کے قریب ہی بیٹھا تھا اس لئے جب مادام فیونا ہاتھ میں
چابی سنبھالے لفٹ میں داخل ہوئی تو عمران کو چابی کے ساتھ منسلک ٹوکن
پر بارہ کا ہندسہ نظر آ گیا۔ چونکہ ٹوکن گہرے زرد رنگ کا تھا۔ اس لئے
عمران سمجھ گیا کہ یہ آٹھویں منزل کا ٹوکن ہے۔ اُسے اس ہوٹل کے طریقہ
کار کا اچھی طرح علم تھا۔ یہاں ہر منزل کے لئے علیحدہ علیحدہ رنگوں
کے ٹوکن رکھے جاتے تھے۔

لفٹ مادام فیونا کو لے کر اوپر چلی گئی۔ لیکن عمران اطمینان سے
بیٹھا چائے پیتا رہا۔ جب لفٹ واپس آ کر دوبارہ اوپر گئی تو عمران نے
ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دوسری لفٹ کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آٹھویں منزل" ــــــ عمران نے لفٹ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا اور لفٹ بوائے نے ادب سے سر ہلا کر آٹھویں منزل کا بٹن دبا دیا۔ آٹھویں منزل پر پہنچتے ہی لفٹ رکی اور اس کا دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ عمران بڑے اطمینان سے راہداری میں چلتا گیا۔ بارہ نمبر کمرے کا دروازہ بند تھا۔ راہداری میں ایک ویٹر بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور کچھ دوسرے لوگ بھی آجا رہے تھے۔ اس لئے عمران بارہ نمبر کمرے کے سامنے سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس کے قدم بارہ سے آگے والے کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور اس پر "نو ڈسٹربنس" کا بورڈ لٹک رہا تھا۔ عمران نے بورڈ کو پلٹ دیا اور پھر دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ دو تین دستکوں کے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔

"بورڈ نظر نہیں آتا تمہیں" ــــ دروازہ کھولنے والے نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ ایک غیر ملکی نوجوان تھا جس نے صرف نیکر پہن رکھی تھی۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی سی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ شاید سوتے سے اٹھ کر آیا تھا۔ اس لئے بُری طرح جھنجلایا ہوا تھا۔

"مسٹر مائیکل" ــــ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا اور یوں قدم آگے بڑھا دیئے جیسے وہ مائیکل کا پرانا شناسا ہو۔

"کون مائیکل" ــــ عمران کے زبردستی آگے بڑھنے کی وجہ سے غیر ملکی نے مجبوراً پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو مائیکل نہ سہی سائیکل ہی سہی۔ لیکن تمہارے ٹائر ٹیوب کس نے اتار لئے ہیں" ــــ عمران نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ یو شٹ اپ" ــــ غیر ملکی نے اُسے یوں زبردستی اندر داخل ہوتے دیکھ کر جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور غیر ملکی کی کنپٹی پر تڑاخہ سا چھوٹا اور غیر ملکی لہراتا ہوا فرش پر بچھے ہوئے قالین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ وہ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب سے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اپنی پشت پر دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی چڑھا دی۔ اور پھر فرش پر پڑے ہوئے غیر ملکی کی نبض چیک کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ غیر ملکی کی نبض بتا رہی تھی کہ کم از کم آدھے گھنٹے تک اس کے ہوش میں آنے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ اس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد عمران نے درمیانی دیوار کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں چھت کے قریب بنے ہوئے ایک چھوٹے سے روشندان پر جم گئیں۔ یہ روشندان دونوں کمروں میں کھلتا تھا۔ مگر اس کی بلندی خاصی تھی۔ مگر اتنی بھی نہیں تھی کہ عمران وہاں تک نہ پہنچ سکتا۔ عمران نے کمرے میں رکھی ہوئی میز اٹھا کر بیڈ کے اوپر رکھی اور میز کے اوپر کرسی رکھ کر وہ احتیاط سے میز پر سے ہوتا ہوا کرسی پر چڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا سر چھت سے لگ رہا تھا اور وہ آسانی سے روشندان کے ذریعے دوسری طرف جھانک سکتا تھا۔ اس لئے دونوں آنکھیں روشندان کی جالی سے لگا دیں۔

مادام فیونا ہاتھ میں ٹیلی فون کا رسیور پکڑے کسی سے باتوں میں معروف تھی۔ اس کی مدھم سی آواز عمران کے کانوں میں پڑنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ لڑکی کہاں رہتی ہے اس کا حلیہ بتاؤ" ــــــ مادام نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے کوئی جواب دیا گیا۔ لیکن آواز اتنی مدھم تھی کہ عمران کچھ بھی نہ سن سکا

"اس کا فون نمبر" ــــــ مادام نے ایک بار پھر پوچھا۔

اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر مادام نے ریسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں تھے۔ عمران روشندان سے چہرہ ٹکائے اُسے یوں خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد مادام فیونا نے ایک بار پھر ریسیور اٹھایا۔ اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ عمران کی آنکھیں ڈائل پر جمی ہوئی تھیں اور جیسے جیسے مادام کی انگلی نمبروں پر حرکت کر رہی تھی ویسے ویسے نمبر عمران کے ذہن میں محفوظ ہوتے جا رہے تھے۔

"راجہ مہاراجہ سے بات کراؤ میں پرنسز انگولا بول رہی ہوں" ــــــ مادام نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد شاید مطلوبہ آدمی جب لائن پر آ گیا تو مادام کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی وہ کہہ رہی تھی۔

"میں کسی خالی کوٹھی میں جولیا کو اپنے پاس دیکھنا چاہتی ہوں" ــــــ مادام کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا اور جولیا کا نام سن کر عمران چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات سنتا۔ اچانک اس کا جسم جیسے زلزلے کی زد میں آ گیا ہو۔ اور وہ ہوا میں لڑکھڑاتا ہوا نیچے فرش پر آ گرا۔ یہ تو شکر ہے کہ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا ورنہ اس طرح اچانک گرنے کی وجہ سے اس کی کوئی نہ کوئی ہڈی ضرور اپنی جگہ سے کھسک جاتی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران

قالین سے اٹھتا۔ اس کے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ عمران نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر ایک اور ضرب پڑی۔ اور پھر عمران کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ وہ دراصل فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کو بھول گیا تھا اور اس غیر ملکی کے اتنی جلدی ہوش میں آ جانے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ عمران کا اندازہ اس کی بے ہوشی کے سلسلے میں خاصا غلط ثابت ہوا تھا۔

پھر جب عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحے تو وہ فرش پر پڑا بے خیالی کے عالم میں چھت کو گھورتا رہا اور جیسے ہی اس کا شعور مکمل طور پر جاگا وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اٹھ کر ایک بار پھر تیزی سے قالین پر گری ہوئی کرسی اٹھائی اور اُسے میز پر رکھ کر اوپر چڑھ گیا۔ لیکن پھر جلد ہی وہ نیچے اتر آیا۔ مادام فیونا جا چکی تھی۔

عمران نے دیکھا کہ کمرے میں موجود وارڈروب خالی تھی اور اس کے پٹ کھلے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کمرے میں کوئی سامان نہ تھا۔ عمران سمجھ گیا۔ کہ وہ غیر ملکی عمران کو بے ہوش کرنے کے بعد گھبراہٹ میں کمرہ خالی کر کے بھاگ گیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ عمران کی بے ہوشی سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اور اس نے اُسے مُردہ سمجھ لیا ہو۔ بہرحال عمران سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا دروازہ کی طرف بڑھا اور جب اس نے دروازہ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ غیر ملکی اتنی گھبراہٹ میں بھاگا ہے کہ وہ دروازہ بند کرنا ہی بھول گیا

عمران لفٹ کے ذریعے واپس ہال میں پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ مین گیٹ سے نکل کر پارکنگ میں آ گیا۔ جوزف کار میں بڑے اطمینان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بیٹھا بوتل سے شغف کرنے میں مصروف تھا۔

"باس ـــــ میں انتظار کرتے کرتے تنگ آگیا تھا" ـــــــ جوزف نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"اس دوران کتنی بوتلیں پی لی ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہی ـــ ہی ـــ باس ـــــ چوتھی بوتل ہے۔ رانا ہاؤس سے نکلتے ہوئے میں چار ہی بوتلیں لا سکا تھا" ـــــ جوزف نے جھینپتے ہوئے کہا۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔ کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر ایک بار پھر سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کار جولیا کے فلیٹ کے سامنے روک دی۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ جولیا کے فلیٹ کے دروازے کو پوری طرح کھلا ہوا دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور وہ جھپٹ کر اندر داخل ہوا۔ فلیٹ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران کمرے میں کھڑا گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس کی نظریں کرسی کے پائے سے لگی ہوئی ایک پلاسٹک کی سرنج پر جم گئیں۔ عمران نے جھک کر سرنج اٹھائی۔ اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے ناک سے لگا کر سونگھا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار ابھر آئے۔ سرنج سے نکلنے والی بو بتا رہی تھی کہ اس میں انتہائی زود اثر اور طویل وقفے کے لئے بے ہوش کر دینے والی دوا

موجود تھی۔ سرنج کی موجودگی کے بعد اس کا یقین پختہ ہو گیا کہ جولیا کو فلیٹ سے بے ہوش کر کے لے جایا گیا ہے۔ اور اسی لمحے اس کے ذہن میں مادام فیونا کا فقرہ گونج اٹھا کہ وہ کسی خالی کوٹھی میں جولیا کو دیکھنا چاہتی تھی۔ عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر ٹیلی فون ایکسچینج کے چیف سپروائزر کے نمبر گھمائے۔

"یس ـــ چیف سپروائزر" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس ـــ یس سر" ـــــ چیف سپروائزر کی آواز میں بوکھلاہٹ ابھر آئی۔

"فون نمبر تھری۔ ون۔ ٹو۔ زیرو ون" کس کا نمبر ہے مکمل پتہ بتاؤ" ـــــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ یہ وہی فون نمبر تھا جس پر مادام فیونا نے بات کی تھی۔

"ایک لمحہ ہولڈ کیجئے جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران رسیور تھامے خاموش کھڑا رہا۔

"سر" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا پتہ ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"سر یہ فون راجہ برادرز نمبر تھرٹی فور ریگن پلازہ کے مینجنگ ڈائریکٹر مسٹر موگان کا ہے" ـــــ چیف سپروائزر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"او۔کے ۔۔۔۔۔۔ اسٹینڈ ٹاپ سیکرٹ اسے بھول جانا"

عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب" ۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

"آؤ جوزف" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ راجہ برادرز کے موگان سے جولیا کا پتہ معلوم کر کے ہی واپس لوٹے گا۔

"باس کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ۔۔۔۔۔۔ جوزف نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ دراصل وہ عمران کے چہرے پر ابھرنے والی بے پناہ سنجیدگی سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جب عمران ایسے موڈ میں آجائے تو پھر جو ہو جائے کم ہے۔

"جولیا کو اغوا کر لیا گیا ہے اور میں جلد از جلد اس تک پہنچنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا اور جوزف سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔